REGD. NO. P. 67 PHONE NO. 3

حضرت بابا نانک نمبر

بابا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھے

اور

اُن لوگوں میں سے تھے جن کو خدائے عزّ و جلّ اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے

(ملفوظات حضرت بانئ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام)

"ایسا ہی اس آخری زمانہ میں ہندو صاحبوں کی قوم میں سے بابا نانک صاحب ہیں جن کی بزرگی کی شہرت اِس تمام ملک میں زبان زدِ عام ہے اور جن کی پیروی کرنے والی اِس ملک میں وہ قوم ہے جو سِکھ کہلاتے ہیں جو بیس لاکھ سے کم نہیں ہیں۔ باوا صاحب اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ میں کھلے کھلے طور پر الہام کا دعویٰ کرتے ہیں ...... اور بلاشبہ یہ بات ثابت ہے کہ اُن سے کرامات اور نشان بھی صادر ہوئے ہیں۔ اور اِس بات میں کچھ شک نہیں ہو سکتا کہ باوا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزّ و جلّ اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے۔ اور .... بلاشبہ باوا نانک صاحب کا وجود ہندوؤں کے لئے خدا کی طرف سے ایک رحمت تھی۔ اور یوں سمجھو کہ وہ ہندو مذہب کا آخری اوتار تھا جس نے اُس نفرت کو دُور کرنا چاہا تھا جو اسلام کی نسبت ہندوؤں کے دلوں میں تھی۔ لیکن اِس ملک کی یہ بھی بدقسمتی ہے کہ ...... باوا نانک صاحب کی تعلیم سے کچھ فائدہ نہ اُٹھایا ...... اگر اُس کے وجود اور اُس کی پاک تعلیم سے کچھ فائدہ اٹھایا جاتا تو آج ہندو اور مسلمان سب ایک ہوتے۔ ہائے افسوس ہمیں اِس تصوّر سے رونا آتا ہے کہ ایسا نیک آدمی دنیا میں آیا اور گذر بھی گیا مگر نادان لوگوں نے اُس کے نور سے کچھ روشنی حاصل نہ کی۔"

(پیغامِ صلح صفحہ ۱۳)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے رانا آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر صدر انجمن احمدیہ قادیان۔

جلد ۱۸ — ہفت روزہ بدر قادیان — شمارہ ۴۷

۹ رمضان المبارک ۱۳۸۹ھ | ۲۰ نبوت ۱۳۴۸ ہش | ۲۰ نومبر ۱۹۶۹ء

حضرت بابا نانکؒ رحمۃ اللہ علیہ

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق جماعتِ احمدیہ ہمیشہ نہایت درجہ عزت و احترام اور خاص قدر و منزلت کے جذبات رکھتی ہے۔ نہ صرف اسلئے کہ آپؒ سکھوں کے مذہبی پیشوا ہیں اور اسلامی تعلیم کی رُو سے ہر مذہبی پیشوا کی عزت و توقیر لازمی ہے بلکہ جماعتِ احمدیہ کے نزدیک حضرت بابا صاحب کی اپنی بلند شخصیت بعض قسم کی خصوصیات کی حامل ہونے کی وجہ سے آپ کا وجود ہر احمدی کی نگاہ میں بڑا ہی قابلِ احترام قرار پاتا ہے۔ اس وقت جبکہ آپ کی پانچ سو سالہ بڑی عقیدتمندانہ رنگ میں بڑے تزک و احتشام کے ساتھ منائی جا رہی ہے، بدؔر کا یہ خصوصی پرچہ بھی اسی تقریب کے سلسلہ میں پیش کیا جا رہا ہے۔ کیونکہ آپ کا وجود نہ صرف سکھ قوم کے لئے قابلِ صد احترام ہے بلکہ ہم احمدی بھی آپؒ کی بزرگی اور للّٰہیت کے معترف ہیں۔

———

آپ کے سوانح حیات سے پتہ چلتا ہے کہ آپ فی الواقع ایک خدا رسیدہ انسان۔ ولی اللہ۔ صاحبِ کرامات اور ملہم بزرگ تھے۔ خدا تعالیٰ کی ذاتِ قدوس سے آپؒ کو غیر معمولی عشق و محبت تھا۔ اسلام کے شیدائی اور صلح کل مشرب کے مالک تھے۔ حق و صداقت، اور توحید باری کی تبلیغ کے سلسلہ میں اپنا ایک مخصوص انداز رکھتے تھے۔ مقدس بانیٔ سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السّلام نے آپؒ کے بارے میں فرمایا ہے: ؎

بود نانک عارف مردِ خدا رازہائے معرفت را راہ کشا

یعنی حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ مردِ خدا اور عارف باللہ انسان تھے اور معرفتِ الٰہی کے رابستہ کے اسرار اور بھیدوں کو کھولنے والے بزرگ تھے۔

———

حضرت بابا صاحب آج سے ٹھیک پانچ سو سال پہلے ۱۴۶۹ء میں بمقام رائے بھوئے کی تلونڈی (ننکانہ صاحب) میں مہتہ کالوجی کے ہاں پیدا ہوئے۔ ابتدا ہی سے آپ نہایت درجہ خوش خصال اور پسندیدہ اطوار کے مالک تھے۔ نیک لوگوں کی صحبت میں بیٹھنا۔ ان کی مذہبی گفتگو سے حظ اٹھانا اور خود بھی یادِ الٰہی میں لگے رہنا آپ کا محبوب مشغلہ تھا۔ خدا کی مخلوق کی خدمت کرنے میں خاص دلچسپی رکھتے تھے۔ چنانچہ آپؒ کی عہدِ طفولیت ہی کا وہ واقعہ جو سچا سودا کے نام سے مشہور ہے، خاص طور پر اثر انگیز اور آپ کی للّٰہیت کا آئینہ دار ہے۔ بیان کیا جاتا ہے کہ چھوٹی عمر میں آپ کے والد محترم مہتہ کالوجی نے آپ کو تجارت میں دلچسپی پیدا کرنے کے لئے کچھ روپے دے کر کہا کہ بیٹا جاؤ کوئی نفع مند تجارت کر کے لاؤ۔ آپ روپے لے کر روانہ ہوئے۔ جب چوہڑکانہ کے جنگل میں پہنچے تو وہاں چند فقیروں کا گروہ یادِ الٰہی میں مصروف پایا۔ نوعمر نانکؒ کی نگاہ میں اس سے بڑھ کر اور کوئی نفع مند سودا نہ تھا۔ آپ نے تمام روپیہ اُن کی ضروریات میں صرف کر دیا۔ اور خوشی خوشی گھر آ گئے۔ آپؒ کے والد کو جن کی نگاہ صرف مادی دنیا تک محدود تھی یہ بات بہت ناگوار گذری اور اس فعل پر نوعمر نانکؒ کو سرزنش کی لیکن اس علاقہ کے ایک نیک دل مسلمان حاکم رائے بلار نے مہتہ جی کو ایسا کرنے سے روک دیا کہ اس بچے کو کچھ نہ کہا جائے۔

———

ابتدائی عمر کے ایسے ہی واقعات دیکھ کر بعض لوگوں نے مہتہ جی کو مشورہ دیا کہ آپ اپنے لڑکے کا کسی ماہر طبیب سے علاج کرائیں۔ وہ نوعمر نانک کے ایسے افعال کو کسی خطرناک مرض کا نتیجہ سمجھتے تھے۔ چنانچہ جب طبیب بلایا گیا تو عارف نانکؒ نے اُسے مخاطب کر کے کہا ؎

وَید بلایا وَید گی پکڑ ڈھنڈولے بانہہ
بھولا وَید نہ جانئی کرک کلیجے ماہ

یعنی طبیب کو علاج کے لئے بلایا گیا ہے۔ جو نبض ٹٹول کر میرے مرض کو تلاش کرنا چاہتا ہے۔ مگر یہ سادہ لوح طبیب کیا جانے کہ کلیجہ میں عشقِ حقیقی کا درد ہے۔ جس سے یہ دنیوی طبیب نا آشنا ہے اور اس کو اس کی خبر نہیں۔

اخبارِ احمدیہ

قادیان ۸ نبوت (نومبر)۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثالث ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے بارہ میں ۱۱ نبوت کی اطلاع مظہر ہے کہ حضور کو ہلکے بخار کی تکلیف رہی اور پیٹ میں بھی کچھ تکلیف محسوس ہوتی رہی۔ ۱۳ نبوت کی اطلاع میں ہے کہ طبیعت ابھی پہلے جیسی ہے۔ حضور پُرنور کی حرم محترم حضرت بیگم صاحبہ مدظلہا کی طبیعت گردوں میں سوزش کی وجہ سے ناساز ہے نیز ضعف کی تکلیف بھی چل رہی ہے۔ احباب دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ اور حضرت بیگم صاحبہ کو اپنے فضل سے صحتِ کاملہ و عاجلہ عطا فرمائے۔

قادیان ۱۸ نبوت۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع اہل و عیال بفضلہ تعالیٰ خیریت سے ہیں۔ آپ کی بیگم صاحبہ محترمہ کے پاؤں میں تاحال درد محسوس ہوتا ہے اللہ تعالیٰ کامل شفا دے آمین۔

قادیان ۱۷ نبوت۔ آج رات مکرم بابا چوہدری فضل احمد صاحب درویش سیالکوٹی وفات پا گئے۔ موصوف ایک لمبے عرصے سے صاحبِ فراش تھے حضرت صاحب مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی اور بہشتی مقبرہ میں سپردِ خاک کئے گئے (مفصل آئندہ)
انا للہ و انا الیہ راجعون۔

عشقِ الٰہی کے سلسلہ میں سلطان پور لودھی میں نواب دولت خاں کے مودی خانہ میں آپؒ کی دس سالہ ملازمت کا وہ واقعہ بھی بڑا ہی پُرلطف ہے کہ ایک روز جب آپؒ غلہ وزن کر کے دے رہے تھے اور ساتھ کے ساتھ ہر دھارن کی گنتی بھی بلند آواز سے ایک دو تین چار کہہ کر کرتے جا رہے تھے۔ حتیٰ کہ جب آپ تیرا کے عدد پر پہنچے تو آپ پر خدائی عشق و محبت کا ایسا غلبہ ہوا کہ ہر بار آپ کے منہ سے بس تیراں ایں تیرا ایں نکلتا رہا —!! یہ عالمِ محویت کا فقرہ ہے جس کا ایک مطلب تو یہ تھا کہ اَے میرے پروردگار مَیں بھی تیرا ہوں اور یہ غلہ بھی تیرا ہی پیدا کردہ ہے اور لینے والا غریب انسان بھی تیرا ہی بندہ ہے۔ بس اسی یاد میں ایسے مگن ہوئے کہ اگلا عدد بھول ہی گئے۔ اور اسی میں رُوحانی لذت اور سرور آنے لگا۔

———

خدا کی محبت اور اس کے عشق کے سلسلہ میں آپ کا وہ رؤیا بھی بڑا ہی پُرکیف ہے جس کا ذکر آپؒ نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے کہ: ؎

سُپنے آیا بھی گیا!! میں جل بھر یا روئے
آئے نہ سکاں تجھ کن پیارے بھیج نہ سکاں کوئے
آؤ سبھاگی نیند ڑیئے مت شاہ ملاوا ہوئے

یعنی مَیں نے بحالتِ خواب اپنے خدا کو دیکھا جب میں بیدار ہوا تو میری آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور میری زبان پر یہ الفاظ تھے کہ میرا خدا اس قدر بلند و بالا اور وراء الوراء ہے کہ نہ میں خود ہی وہاں پہنچ سکتا ہوں اور نہ میں کسی ایلچی کو ہی وہاں تک پہنچا سکتا ہوں۔ اس لئے اے نیند تو ہی دوبارہ وارد ہو۔ اور مجھے اپنی آغوش میں لے لے ممکن ہے کہ پھر میں اس ذریعہ سے اپنے خدا کو دیکھ سکوں۔

———

آپؒ کے کلام کا بیشتر حصہ سکھ صاحبان کی مذہبی کتاب گرنتھ صاحب میں محفوظ ہے۔ آپ کی تعلیم کا خلاصہ توحید باری تعالیٰ ہے۔ جس کے متعلق آپ بسا اوقات نہایت ٹھوس اور عقلی دلائل بھی دیا کرتے تھے مثلاً آپؒ نے فرمایا ؎

دوجا کاہے سیوئیے جو جمے تے مر جائے ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے

تمام دنیا کا معبودِ حقیقی وہ ایک ہی خدا ہے۔ جو تمام چیزوں کی رُوحِ رواں اور غیر متبدّل ہے۔ وہ چیزیں جو تغیّر پذیر ہیں اور ایک حالت میں نہیں رہتیں بلکہ ہر لحظہ مختلف حالتوں میں تبدیل ہوتی رہتی ہیں۔ جن کی ابتداء بھی ہوتی ہے اور انتہا بھی۔ جو پیدا بھی ہوتی ہیں اور فنا بھی ہوتی ہیں۔ وہ کس طرح انسان کی معبود اور قابلِ پرستش خدا ہو سکتی ہیں؟

———

باوجود ہندو گھرانے میں پیدا ہونے کے آپ کو اسلام اور مسلمانوں کے ساتھ غیر معمولی اُنس اور محبت تھی۔ آپؒ نے اپنی عمرِ عزیز کا بڑا حصہ مسلمان بزرگوں کی صحبت میں گزارا۔ ان سے روحانی فیض حاصل کیا۔ ذاتی عبادت گزاری اور مخلصانہ چلّہ کشیوں کے نتیجہ میں آپ خدائی الہام سے مشرف ہوئے۔ ذاتِ باری تعالیٰ کے بارے میں اپنے ذاتی تجربہ اور مشاہدہ کی بناء پر آپؒ نے فرمایا ؎

جیسی میں آوے خصم کی بانی تیسڑا کری گیاں وے لالو

کہ اَے میاں لالو میرے اوپر میرے مالک کا کلام نازل ہوتا ہے اور ایسی ایسی باتیں بتائی جاتی ہیں کہ اُن کا گیان انسان کو دیگر ذرائع سے ہونا ممکن نہیں —!!

———

(باقی دیکھیں صلا پر)

تبرکات

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی سیرت اور کمالات

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام کی قلمِ حقیقت رقم سے

خدا تعالیٰ کے دین کی صداقت کا ایک گواہ

مقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ علیہ السّلام نے ۱۸۹۵ء میں ایک رسالہ موسومہ "ست بچن" تالیف فرمایا جس کے دیباچہ میں حضورؑ نے تحریر فرمایا:-

"میں سکھ صاحبوں سے اس بات میں اتفاق رکھتا ہوں کہ بابا نانک صاحب درحقیقت خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں سے تھے اور ان میں سے تھے جن پر الٰہی برکتیں نازل ہوتی ہیں اور جو خدا تعالیٰ کے ہاتھ سے صاف کئے جاتے ہیں اور میں اُن لوگوں کو شریر اور کمینہ طبع سمجھتا ہوں کہ ایسے بابرکت لوگوں کو توہین اور ناپاکی کے الفاظ کے ساتھ یاد کریں۔" (ست بچن صہ)

حضرت باباجی اور آپؒ کے متبعین

"وہ انسان وہی ایک بزرگ دیوتا ہے جو بابر کے زمانہ میں پیدا ہو کر خدا تعالےٰ کے دین کی صداقت کا ایک گواہ بن گیا۔ یہ انسان جس کا ابھی ہم ذکر کریں گے عوام ہندوؤں میں سے نہیں ہے بلکہ ایک ایسا شخص ہے جو لاکھوں آدمیوں نے اس کی نیک بختی اور راست گوئی پر مُہر کر دی ہے۔ اور وہ ایک اوّل درجہ کے اُن پیشواؤں میں سے شمار کیا گیا ہے جو ہندوؤں میں گزرے ہیں۔ اور غالباً سترہ لاکھ کے قریب پنجاب میں اس کے ذرا شدہ چیلے موجود ہیں۔" (ایضاً صہ)

خُدا کی راہ میں آپؒ کا اِخلاص

حضورؑ لکھتے ہیں:-

"پنجاب میں غالباً ایسا شخص کوئی بھی نہیں ہوگا جو باوا نانک کے نام سے واقف نہ ہو یا ان کی خوبیوں سے بے خبر ہو۔ اس لئے کچھ بھی ضرورت نہیں کہ ہم اُن کی سوانح اور طریقِ زندگی کی نسبت مفصّل تحریر کریں۔ لہٰذا صرف اس قدر لکھنا کافی ہے کہ باوا صاحب موصوف ہندوؤں کے ایک شریف خاندان میں سے تھے۔ سن نو سو ۹۰۰ ہجری کے اخیر میں پیدا ہوئے اور چونکہ اللہ تعالےٰ کی راہ میں اخلاص رکھتے تھے اس لئے بہت جلد زُہد اور پرہیزگاری اور ترکِ دنیا میں شہرت پا گئے۔ اور ایسی مقبولیت کے رتبہ پر پہنچ گئے کہ درحقیقت ہندوؤں کے تمام گذشتہ اکابر اور کل رشیوں اکھیوں اور دیوتوں میں سے ایک شخص بھی ایسا پیش کرنا مشکل ہے جو اُن کی نظیر ثابت ہو۔" (ایضاً صہ)

ایک سچّی اور خدائی تبدیلی

"ہمارا انصاف ہمیں اس بات کے لئے مجبور کرتا ہے کہ ہم اقرار کریں کہ بیشک باوا نانک صاحب اُن مقبول بندوں میں سے تھے جن کو خدا تعالےٰ نے اپنے ہاتھ سے نُور کی طرف کھینچا ہے۔ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں کہ ایک سچی تبدیلی خدا تعالےٰ نے ان میں پیدا کر دی تھی اور حق اور راستی کی طرف ان کا دِل کھینچا گیا تھا۔" ....

باوا صاحب نے اپنی قوم کو یہ بھی اچھا نمونہ دیا کہ انہوں نے جوگی یا براگی یا سنیاسی کہلانے سے نفرت کی۔ وہ اس طور کے برہم چرج سے بکلّی بیزار تھے۔ جس میں خدا داد قوتوں کو ناحق ضائع کر کے الٰہی قانون کو توڑ دیا جائے۔ اسی غرض سے انہوں نے باوجود اپنے کمالِ فقر اور زُہد کے شادی بھی کی۔ تا لوگوں پر ثابت کریں کہ .... یہ مسئلہ ٹھیک نہیں کہ اعلےٰ مرتبہ کا انسان وہی ہے جو برہم چرج یعنی رہبانیت اختیار کرے ...." (ایضاً صہ)

محبّتِ الٰہی کے رنگ میں رنگین

"اور یہ امرِ حق اور واقعی ہے کہ اُن کا دِل اس الٰہی محبّت سے رنگین ہوگیا تھا جو محض فضل سے ملتی ہے نہ اپنے کسب سے۔ اُن کو وہ تمام باتیں بُری معلوم ہوتی تھیں جو حق اور حقیقت کے برخلاف ہوں۔ اُن کا دِل محض بناوٹی رسموں اور خود تراشیدہ ریتوں پر راضی نہیں ہوتا تھا۔ اور اُس مصفّے پانی کے وہ خواہش مند تھے جو حقیقت کے چشمہ سے بہتا اور روحانیت کے رنگ سے رنگین ہوتا ہے۔" (ایضاً صہ)

چولہ بابا نانکؒ ایک سچّا اور حقیقی پیغام

"باوا صاحب اپنا پاک چولہ وصیت نامہ کے طور پر اپنی یادگار چھوڑ کر ایک سچّا اور حقیقی پیغام دنیا کو پہنچا گئے۔ اب جس کی آنکھیں دیکھ سکتی ہیں وہ دیکھے۔ اور جس کے کان سُن سکتے ہیں وہ سُنے۔ باوا صاحب کی تمام باتوں کا مخرج وہی نُور تھا جس کو وہ ایک سوتی کپڑے پر قدرتی حرفوں سے لکھا ہوا حق کے طالبوں کے لئے چھوڑ گئے۔ درحقیقت وہی آسمانی چولا قدرت کے ہاتھ سے لکھا ہوا ازلی ھادی کے فضل سے اُن کو ملا تھا جس سے اس کمال [illegible] کو دنیا کی آنکھیں دیکھ نہیں سکتیں بلکہ دنیا نہیں چاہتی [illegible] ایک ذرہ بھی پرتوہ اُن کے دِلوں پر پڑے۔" (ایضاً صہ)

آپؒ کی بعثت اور خاتمہ بالخیر

"باوا صاحب ایسے وقت میں ظہور فرما ہوئے تھے کہ جب ہندوؤں کی رُوحانی حیات بالکل بےحِس و حرکت ہوگئی تھی۔ بلکہ اس ملک میں مسلمانوں [illegible] بہت سے لوگ صرف نام کے ہی مسلمان تھے۔ اور فقط ظاہر پرستی اور رسوم [illegible]۔ پس ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے باوا صاحب کو حق اور حقیقت طلبی کی رُوح عطا کی [illegible] میں روحانیت کم ہوچکی تھی۔ اس سے ثابت ہوتا ہے کہ وہ بلاشبہ ان عارفوں میں سے تھے جو اندر ہی اندر ذاتِ یکتا کی طرف کھینچے جاتے ہیں۔ اگرچہ ہمیں ان کی ابتدائی زندگی کے حالات اچھی طرح معلوم نہیں لیکن اس میں بھی شک نہیں کہ ان کا خاتمہ ایک ایسے صراطِ مستقیم پر ہوا جس کے رُو سے ہر ایک مومن متقی پر فرض ہے کہ اُن کو عزّت کی نگاہ سے دیکھے۔ اور پاک جماعت کے رشتہ میں ان کو داخل سمجھے۔" (ایضاً صہ)

خدائی علوم اور فہم و فراست سے منوّر

"ہر ایک کو یہ مان لینا ضروری ہے کہ باوا صاحب کو اُس لطیفہ عقل میں سے عنایت ازلی نے حصّہ دے دیا تھا۔ جس کے ذریعہ سے انسان روحانی عالم کی باریک راہوں کو دیکھ لیتا اور اس حق ذات کی محبت میں ترقی کرتا اور اپنے تئیں ہیچ اور ناچیز سمجھتا ہے ...." (ایضاً صہ)

خدائے واحد لاشریک کی حقیقی تعظیم

"باوا نانک کی طرف جو تعلیمیں منسوب کی جاتی ہیں ان میں سے ٹھیک ٹھیک ان کی تعلیم وہی ہے جو توحید اور ترکِ دنیا پر مشتمل ہے۔ اور جو مشرکانہ خیالات اور

کہانیاں اور خلافِ حق باتیں ہیں وہ انکی طرف ہرگز منسوب نہیں ہوسکتیں۔ ہم کو اقرار کرنا چاہیئے کہ باوا صاحب نے اس سچی روشنی پھیلانے میں جس کے لئے ہم خدمت میں لگے ہوئے ہیں وہ مدد کی ہے کہ اگر ہم اس کا شکر نہ کریں تو بلاشبہ ناسپاس ٹھہریں گے۔ یہ بات ہمیں تخمیناً بیس برس کے عرصہ سے معلوم ہے کہ باوا صاحب الٰہی دین کے ایک پوشیدہ خادم تھے اور ان کے دل میں ایک سچا نور تھا جس کو انہوں نے نااہلوں سے چھپا رکھا تھا ان کے دل میں ان باتوں کا ایک گہرا یقین ہو گیا تھا کہ دنیا میں ایک اسلام ہی مذہب ہے جس میں خدائے واحد لاشریک کی وہ تعظیم اور وہ ثنا ہے کہ جو اس کے افعال کی عظمت پر نگاہ کر کے اس کے لئے واجب ٹھہرتی ہے۔ اور ایسا ہی وہ پاک اور صاف توحید ہے جس پر صحیفہ قدرت گواہی دے رہا ہے۔ اُن کے دل میں یہ بھی یقین ہو گیا تھا کہ قرآنی تعلیم ایسے احکام پر مشتمل ہے جن کا ماننا ایک نیک انسان بن جانے کو لازم پڑا ہوا ہے۔" (البلاغ صد ۱)

اسی تصنیف میں حضور نے حضرت بابا نانک ؒ کی بہت سی کرامات کا بھی ذکر کیا ہے۔

سب ہمارسموں کو توڑ کر خدا کو اختیار کرنیوالا مردِ خدا

ایک دوسری تصنیف "چشمۂ معرفت" (مئی ۱۹۰۸ء) میں حضور ؑ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کے ذکر میں فرماتے ہیں :-

"جس شخص کو باوا نانک صاحب کے سوانح سے اطلاع ہوگی اس کو معلوم ہوگا کہ یہ وہی مردِ خدا ہے جس نے دنیا داری کے ہزاروں پردوں کو پھاڑ کر اور سب ہارسموں کی بندشوں کو توڑ کر خدا کو اختیار کیا تھا۔ اس کے کلام اور اس کے ہر ایک فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ اُن لوگوں میں سے ہے جن کو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے۔ اور جن کے دلوں کو دنیا سے بیزار کر کے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے۔ اور جن کے سینوں میں وہ اپنی محبت کی آگ رکھ دیتا ہے ....

اس وقت کے خدا رسیدہ مسلمانوں سے اس نے تعلق پیدا کیا اور ایک زمانہ دراز تک اُن کی صحبت میں رہا آخر اُن کے رنگ سے رنگین ہو گیا۔ اب تک اس کی یادگار میں وہ چلہ کشی کے مقام پائے جاتے ہیں جس جس جگہ اس نے اولیاء اللہ کے قرب و جوار میں خدا کی راہ میں مجاہدات کئے۔ چنانچہ اس نیت سے میں ایک مرتبہ ملتان پہنچ کر ایک بزرگ کی خانقاہ پر گیا تو ایک دیوار پر باوا نانک صاحب کے ہاتھ سے یا اللہ لکھا ہوا دکھایا اور مجاوروں نے مجھے چلہ کشی کا مقام دکھایا .... اصل بات یہ ہے کہ وہ زندہ خدا کا طالب تھا۔ اور زندہ مذہب کو ڈھونڈھتا تھا۔ آخر خدا اس پر ظاہر ہوا اور راہِ راست اس کو دکھلا دیا"

(چشمہ معرفت، صد ۳۳۵)

خدا تعالیٰ کا ایک برگزیدہ انسان

ایک اور موقعہ پر حضور ؑ فرماتے ہیں :-

"درحقیقت باوا نانک صاحب اُن منتخب لوگوں میں سے تھے جن کی زندگی کو عنایتِ الٰہی اپنے لئے خاص کر لیتی ہے اور اس پاک گروہ میں سے تھے جن کے دلوں میں محبتِ الٰہی بھر جاتی ہے۔ جیسے ایک شیشہ عطر سے بھرا ہوا ہوتا ہے"

(تبلیغِ رسالت جلد ۴ صد ۴۹)

حضرت باباجی ؒ کا تعلق باللہ

"میں باوا نانک صاحب کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ اس چشمے سے پانی پیتے تھے جس سے ہم پیتے ہیں۔ اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں اس معرفت سے بات کر رہا ہوں کہ جو مجھے عطا کی گئی ہے"

(تذکرہ صد ۱۶۱ طبع ثانی)

بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ

منتخب اشعار از کلام سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام بانی سلسلہ احمدیہ

سنو مجھ سے اے لوگو نانک کا حال — سنو قصۂ قدرتِ ذو الجلال!
وہ تھا آریہ قوم سے نیک ذات — خردمند۔ خوش خو۔ مبارک صفات
ابھی عمر سے تھوڑے گذرے تھے سال — کہ دل میں پڑا اس کے دیں کا خیال
اسی جستجو میں وہ رہتا مدام! — کہ کس رہ سے وہ سچ کو پاوے تمام!
کبھی باپ کی جب کہ پڑتی نظر — وہ کہتا کہ اے میرے پیارے پسر!
میں حیراں ہوں تیرا یہ کیا حال ہے — وہ غم کیا ہے جس سے تو پامال ہے
وہ رو دیتا کہہ کر کہ "سب خیر ہے — مگر دل میں اک خواہشِ سیر ہے"
پھر آخر کو نکلا وہ دیوانہ وار — نہ دیکھے بیاباں نہ دیکھے پہاڑ
خدا کے لئے ہو گیا دردمند — تنعّم کی راہیں نہ آئیں پسند
جو پوچھا کسی نے "چلے ہو کدھر؟ — غرض کیا ہے جس سے کیا ہے سفر؟"
کہا رو کے حق کا طلب گار ہوں — نثارِ رہِ پاک کرتار ہوں!
سفر میں وہ رو رو کے کرتا دعا — کہ اے میرے کرتار مشکل کشا!
میں عاجز ہوں کچھ بھی نہیں خاک ہوں — مگر بندۂ درگہِ پاک ہوں!
میں قرباں ہوں دل سے تری راہ کا — نشاں دے مجھے مردِ آگاہ کا!
نشاں تیرا پاکر وہیں جاؤں گا — جو تیرا ہو وہ اپنا ٹھہراؤں گا
بتایا گیا اس کو الہام میں — کہ پائے گا تو مجھ کو اسلام میں
مگر مردِ عارف فلاں مرد ہے — کہ اسلام کی راہ میں فرد ہے
ملا تب خدا سے اسے ایک پیر — کہ چشتی طریقہ میں تھا دستگیر
پھر آیا وطن کی طرف اس کے بعد — ملے پیر کے فیض سے بختِ سعد
کوئی دن تو پردہ میں مستور تھا — زباں چپ تھی اور سینہ میں نور تھا
تصور سے اس بات کے ہو کے زار — کہا رو کے اے میرے پروردگار
ترے نام کا مجھ کو اقرار ہے — تیرا نام غفار و ستار ہے
میں تیرا ہوں اے میرے کرتار پاک — نہیں تیری راہوں میں خوفِ ہلاک
وہ طاقت کہ ملتی ہے ابرار کو — وہ دے مجھ کو دکھلا کے اسرار کو
اسی عجز میں تھا تذلّل کے ساتھ — کہ پکڑا خدا کی عنایت نے ہاتھ
ہوا غیب سے ایک چولہ عیاں — خدا کا کلام اس پہ تھا بے گماں
یہ سچ ہے کہ جو پاک ہو جاتے ہیں — خدا سے خدا کی خبر لاتے ہیں!
اگر اس طرف سے نہ آوے خبر — تو ہو جائے یہ راہ زیر و زبر
خدا پہ خدا سے یقیں آتا ہے — وہ باتوں سے ذات اپنی سمجھاتا ہے
کوئی یار سے جب لگاتا ہے دل — تو باتوں سے لذّت اٹھاتا ہے دل!
کہ دلدار کی بات ہے اک غذا — مگر تو ہے منکر تجھے اس سے کیا؟
میں کہتا ہوں اک بات اے نیک نام — ذرا غور سے اس کو سنیو تمام
یہی پاک چولہ رہا اک نشاں — گرو سے کہ تھا خلق پر مہرباں
اسی پر دوشالے چڑھے اور زر — یہی فخر سکھوں کا ہے سر بسر
خدا کے لئے چھوڑ دو اب بغض و کیں — ذرا سوچو باتوں کو ہو کر امیں!
وہ صدق و محبت وہ مہر و وفا — جو نانک ؒ رکھتے تھے تم پر کھلا!
دکھاؤ ذرا آج اس کا اثر!! — اگر صدق ہے جلد دوڑو ادھر!
گرو نے تو کر کے دکھایا تمہیں — وہ رستہ چلو جو بتایا تمہیں!
کہاں ہیں جو نانک کے ہیں خاکِ پا — جو کرتے ہیں اس کے لئے جاں فدا

کہاں ہیں جو اس کے لئے مرتے ہیں
جو ہے واک اس کا وہی کرتے ہیں

گورو نانک جی اور اُن کی تعلیم

نام ـــ دان ـــ اور اشنان

از مکرم عباد اللہ صاحب گیانی مینیجر الفضل ربوہ (پاکستان)

آج سے پانچ سو سال قبل سمت ۱۵۲۶ بکرمی مطابق ۱۴۶۹ء میں پنجاب کے ایک چھوٹے سے گاؤں میں جسے ان دنوں رائے بھوئے کی تلونڈی کہتے تھے اور آج کل ننکانہ صاحب کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے ایک متوسط درجہ کے گھرانہ میں سری گورو نانک جی کا جنم ہوا۔ ایک سکھ ودوان نے ایک تاریخی کتاب کے حوالہ سے آپ کی پیدائش سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ :-

"ایک مسلمان فقیر نے گورو جی کے والد کو آپ کی پیدائش کی بشارت دی تھی۔"

(رسالہ سنت سپاہی امرتسر نومبر ۱۹۵۶ء)

گورو جی کے زمانہ میں عام لوگوں کی جو حالت تھی اس سے متعلق گورو جی نے خود ہی یہ بیان کیا ہے کہ:-

بابا موہے سگل جگ چھایا
کامنی دیکھ کامنی لوبھایا
ست کنچن سیوں ہیت بڑھایا
سب کچھ اپنا اک رام پرایا

(پربھاتی۔ محلہ ۱ صفحہ ۱۳۴۳)

یعنی دنیا کے لوگ دنیا میں غرق تھے۔ اور وہ دنیا کی ہر چھوٹی بڑی چیز کو اپنی تصور کرتے تھے۔ ان کے نزدیک، اگر کوئی پرائی چیز تھی تو وہ اُن کا خالق اور مالک خدا تعالیٰ تھا جس سے انہیں کوئی تعلق نہ تھا۔

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گورو جی کے زمانہ کے لوگوں کی حالت سے متعلق یہ بیان فرمایا ہے کہ :-

"باوا صاحب ایسے وقت میں ظہور فرما ہوئے تھے جبکہ ہندوؤں کی روحانی حیات بالکل بےحس و حرکت ہو گئی تھی۔ جبکہ مسلمانوں میں سے بہت سے لوگ نام کے مسلمان تھے۔ ایسے وقت میں خدا تعالیٰ نے باوا صاحب کو حقیقت طلبی کی روح عطا کی۔ جبکہ پنجاب میں روحانیت کم ہو گئی تھی۔"

(ست بچن صفحہ ۸)

ایسے زمانہ میں پیدا ہو کر گورو جی نے لوگوں کو ان کے خالق اور مالک کی طرف دعوت دی۔

گورو نانک جی کی زندگی کا بیشتر حصہ سفروں میں ہی گذرا ہے۔ اس زمانہ میں جبکہ سفروں کے لئے وہ ہوتیں میسر نہ تھیں جو آج کل ہیں۔ اور نہ سڑکوں اور راستوں کا امن ہی حاصل تھا۔ گورو جی نے پیدل ہی ایک دنیا کا چکر لگایا اور لوگوں کو پیغام حق سنایا۔ ان سفروں میں اللہ تعالیٰ کے سوا ایک مسلمان میراثی بھائی مردانہ بھی آپ کا ساتھی تھا۔ وہ بقول سکھ مؤرخین کے گورو جی کے لئے رباب بجایا کرتا تھا۔ اور گورو جی اپنے رب العزّت کی حمد کے گیت گایا کرتے تھے۔ بھائی گورداس نے اپنی واروں میں گورو جی کے اس ساتھی کا مندرجہ ذیل الفاظ میں ذکر کیا ہے کہ :-

بھلا رباب وجائندا مجلس مردانہ میراثی

(وار ۱۱ - پوڑی ۱۳)

گو بعض لوگ گورو جی کا دوسرا ساتھی بھائی بالا جی بیان کرتے ہیں جو بقول ان کے ہندو جاٹ تھا۔ مگر موجودہ زمانہ کے سب کے سب سکھ محققین کی یہ متفقہ رائے ہے کہ بھائی بالا ایک فرضی وجود ہے۔ گورو جی کا ساتھی صرف اور صرف بھائی مردانہ تھا۔ اور کوئی اُن کا ساتھی نہ تھا۔

گورو گرنتھ صاحب کی وار بہاگڑا میں تین شلوک بھائی مردانہ کے نام پر درج ہیں۔ مگر بھائی بالا کے نام پر ایک بھی شلوک شری گورو گرنتھ صاحب میں نہیں ملتا۔ اس سے بھی اسی امر پر روشنی پڑتی ہے کہ گورو جی کا کوئی دوسرا ساتھی نہ تھا۔ ورنہ اس کے نام پر بھی کوئی نہ کوئی شلوک یا شبد سری گورو گرنتھ صاحب میں درج کیا جاتا۔

بھائی گورداس جی نے اپنی واروں میں گورو جی کے سفر بغداد کا ذکر کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ :-

بابا گیا بغداد نوں باہر جائے کیا استھانا
اک بابا اکال روپ دوجا ربابی مردانہ

(وار یکم پوڑی ۳۵)

بھائی گورداس جی نے گورو جی کے ساتھ کسی تیسرے ساتھی کا کوئی ذکر نہیں کیا۔ اس سے سکھ محققین اور مصنفین نے یہ استدلال کیا ہے کہ گورو جی کا ساتھی صرف اور صرف بھائی مردانہ ہی تھا۔ اگر کوئی اور گورو جی کا ساتھی ہوتا تو بھائی گورداس جی ضرور ضرور کبھی نہ کسی سفر میں اس کا بھی ذکر کر دیتے۔

ایک سکھ ودوان نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"پروفیسر صاحب سنگھ جی نے اس بارہ میں اپنی [illegible] ظاہر کیا ہے کہ بھائی بالا نام کا کوئی شخص گورو نانک صاحب کا ان کے سفروں میں ساتھی نہ تھا۔"

(اجیت جالندھر ۱۱ - اگست ۱۹۶۸ء)

یاد رہے کہ اس سے قبل سردار کرم سنگھ جی ہسٹورین نے اپنی کتاب "کتک کہ وساکھ" میں دلائل دے کر یہ ثابت کیا ہے کہ گورو جی کا ایک ہی ساتھی بھائی مردانہ تھا۔ اور بھائی بالا ایک فرضی وجود ہے جس کی تاریخی حیثیت کچھ بھی نہیں ہے۔

گورو جی نے اس دنیا میں ستر برس کے قریب زندگی بسر کی۔ اور پھر اپنے حقیقی مولا سے جا ملے اور ابدی زندگی کے وارث ہو گئے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا ارشاد ہے کہ؎

اُسے مُردہ کہنا خطا ہے خطا
کہ زندوں میں وہ زندہ دل جا ملا

(ست بچن صفحہ ۴۵)

گورو جی نے خود ہی اپنے متعلق یہ فرمایا ہے کہ :-

ہوں نہ مُوا میری موئی بلائے
اوہ نہ موا جو رہیا سمائے

(راگ گوڑی محلہ ۱ صفحہ ۱۵۲)

یعنی مجھ پر دائمی موت وارد نہ ہو گی۔ بلکہ میری بلا مرے گی۔ جو لوگ اپنے خالق اور مالک سے واصل ہو جاتے ہیں وہ کبھی بھی نہیں مرتے بلکہ ہمیشہ زندہ رہتے ہیں ـــ گورو جی سے اس دائمی زندگی کی تشریح مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کی ہے کہ :-

"جن برگزیدہ لوگوں کے نام پوتھیوں میں اور گرنتھوں میں درج ہیں وہ ابدی زندگی کے وارث ہیں۔ ورنہ جسمانی طور پر تو کوئی زندہ نہیں رہا۔"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۳۸)

گو آج گورو جی اپنے جسد خاکی کے ساتھ اس دنیا میں موجود نہیں مگر اُن کا مقدس کلام ان کی کرامت اور یادگار کے طور پر موجود ہے۔ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے گورو جی کی بیان کردہ بانی سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ :-

"ہمارے نزدیک باوا صاحب کے اشعار جو حقائق و معارف سے پُر ہیں اعلیٰ درجہ کی کرامت ہے۔"

(ست بچن صفحہ ۱۳۱)

ایک سکھ ودوان نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ :-

"بانی کا مقصد اور اس کی قدر و منزلت اور استعمال واضح کر کے گورو نانک جی نے دنیا پر اور غریب لوگوں پر بہت بڑا احسان کیا ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ آپ کی عظیم الشان کرامت ہے۔"

(اجیت جالندھر ۲۳ - نومبر ۱۹۶۴ء)

بعض اور سکھ ودوانوں نے بھی گورو جی کی اصل کرامت ان کی بیان کردہ بانی ہی تسلیم کی ہے۔ (ملاحظہ ہو رسالہ پھلواڑی کا گورو نانک امن سنرتیش نمبر نومبر ۱۹۳۹ء و اخبار اکالی پتر کا جالندھر ترنکاری نمبر ۱۹۶۷ء وغیرہ)

گورو جی کی بانی کے تین بنیادی اصول

گورو نانک جی نے اپنی بانی میں تین اصول بنیادی بیان کئے ہیں جنہیں آپ نے نام۔ دان اور اشنان کے نام سے موسوم کیا ہے۔ جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ :-

نام ۔ دان ۔ اشنان نہ من مکھ
تت تن دھوڑ دھمانی

(سورٹھ محلہ ۱ صفحہ ۵۹۶)

ایک سکھ ودوان نے گورو جی کے اس قول کے یہ معنی بیان کئے ہیں کہ :-

"اس لالچ میں پھنسے انسان کے پاس نہ نام (ذکر الٰہی) تھا۔ نہ بانٹ کر کھانا تھا۔ اور نہ پاکیزہ زندگی تھی۔ اس کے جسم پر دھول اڑ اڑ کر پڑتی ہے۔"

(گورو نانک بانی پرکاش حصہ اول صفحہ ۶۸۲)

گورو جی کے نزدیک ہر شخص کے لئے ضروری ہے کہ وہ تین فرائض ادا کرنے میں کوشاں رہے۔ وہ تین فرائض نام۔ دان اور اشنان ہیں۔ جنہیں ہم حقوق اللہ۔ حقوق العباد اور انسان کی اپنی جان کے حقوق کے نام سے موسوم کر سکتے ہیں۔

ان میں سے اوّلیت نام یعنی حقوق اللہ کو حاصل ہے۔ اللہ تعالیٰ پر ایمان لانا اور اس کے حقوق ادا کرنا نسل انسانی کا اولین فرض ہے۔ گورو جی کے نزدیک جو لوگ اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لاتے اور اس کے حقوق ادا کرنے کی طرف توجہ نہیں دیتے وہ اپنے لئے نجات کے راستے بند کرنے والے قرار پاتے ہیں۔

گورو نانک جی نے اللہ تعالیٰ پر ایمان لانے کے سلسلہ میں یہ بات بالصراحت بیان کی ہے کہ نسل انسانی کے اخلاق کی بنیاد ہستی باری تعالیٰ پر ایمان لانا ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ کا [illegible] کر دیا جائے تو اس صورت میں دنیا کے [illegible] کا کوئی معیار نہیں رہے گا۔ [illegible] گورو جی نے فرمایا ہے کہ :-

[illegible] نام کرو [illegible]
نام [illegible] تن چار

([illegible] محلہ ۱ صفحہ ۱۱۸۷)

ایک اور مقام پر گورو جی نے یہ فرمایا ہے کہ :-

بھولی چوک تیرے دربار
نام بناں کیسے آچار

(پربھاتی محلہ ۱ صفحہ ۱۳۳)

سری گورو جی کے ان دونوں شبدوں سے یہ امر واضح ہے کہ اللہ تعالیٰ سے انکار کے نتیجہ میں لوگوں کے پاس حلّت و حرمت یا اخلاق کا کوئی معیار نہ رہیگا۔ پھر کسی چیز کو نہ حرام قرار دیا جاسکے گا اور نہ حلال۔ یہ ایک حقیقت ہے کہ حلت اور حرمت کی بنیاد قانونِ شریعت پر ہے۔ ہم کسی چیز کو حلال اور کسی کو حرام۔ یا کسی کو اخلاق اور کسی کو بد اخلاقی محض اس بناء پر کہتے ہیں کہ اس جہان کے خالق اور مالک نے اپنے انبیاء علیہم السلام کے ذریعہ ہمیں یہی تعلیم دی ہے۔ پس اگر اللہ تعالیٰ کی ہستی سے انکار کرکے دنیا اپنے خالق کے اس حق کو تلف کر دے تو اس صورت میں نہ تو کسی چیز کو حلال قرار دیا جاسکتا ہے اور نہ حرام۔ اسی طرح نہ کسی بات کو خلق کہا جاسکتا ہے اور نہ بد خلقی۔ اس طرح نسلِ انسانی کی زندگی حیوانوں کی سطح پر آجائے گی۔ اس بات کے پیشِ نظر گورو گرنتھ صاحب میں کہا گیا ہے کہ :-

دین بسار یو رے دیوانے دین بسار یو رے!!
پیٹ بھر یو پشو آجیوں سو یو مانکھ جنم ہے ہار یو رے

(مارو - کبیر صفحہ ۱۱۰۵)

اس سے بھی اس امر پر روشنی پڑتی ہے کہ خدا تعالیٰ کے دین کو ترک کر دینے سے انسان کی زندگی حیوانوں کی مانند ہو جائیگی۔ کیونکہ پھر ان کے پاس حلت و حرمت کا کوئی معیار باقی نہیں رہیگا۔ اور وہ شتر بے مہار ہو جائیں گے اسلئے شریعت کی پابندی ضروری ہے۔ گورو نانک جی کا ارشاد ہے کہ :-

"شریعت سر پوش ہے۔ سبھناں باتاں کا شریعت کا کہا کریئے - چھوڈیئے ناہیں۔ شریعت قدرت کو پہنچتی ہے۔ شریعت چھوڈی قدرت کو ناہی پہنچتا۔ پار تو پڑے جو شریعت اوپر صدق رکھے"

(جنم ساکھی سری گورو نانک جی صفحہ ۲۳۰ مصنفہ سوڈی میربان)

گورو گرنتھ صاحب میں شریعت پر عمل کرنے کی تلقین مندرجہ ذیل الفاظ میں کی گئی ہے :-

شرع شریعت لے کماوہو

(مارو محلہ ۵ صفحہ ۱۰۸۳)

یعنی ہمیشہ شریعت پر عمل کرتے رہو۔

اسی بناء پر سکھ قوم اپنی ریت مریادہ پر عمل کرنا ضروری خیال کرتی ہے۔ اور اس کے بغیر کوئی شخص سکھ کہلانے کا مستحق نہیں ہو سکتا۔ اور ریت مریادہ شریعت کا ہی دوسرا نام ہے۔

ذکرِ الٰہی اور گورو نانک جی

گورو نانک جی نے نسلِ انسانی پر اللہ تعالیٰ کا دوسرا حق اس کا ذکر بیان کیا ہے۔ چنانچہ ان کا ارشاد ہے کہ :-

کھانا - پینا - ہسنا باد !!
جب لگ روے نہ آوے یاد

(آسا محلہ ۱ صفحہ ۳۵۱)

یعنی اگر کوئی شخص صدقِ دل سے اپنے خالق اور مالک کا ذکر نہیں کرتا تو اس کا کھانا - پینا - اور ہنسنا سب فضول ہے - کیونکہ وہ اللہ تعالیٰ کی حق تلفی کر رہا ہے ——— گورو جی نے اس تعلق میں یہ بھی بیان فرمایا ہے کہ ذکرِ الٰہی سے انسان ابدی زندگی کا وارث ہو جاتا ہے۔ اور جو لوگ اللہ تعالیٰ کا یہ حق ادا نہیں کرتے وہ ابدی موت مر جاتے ہیں۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ :-

آکھاں جیواں وسرے مر جاؤں
آکھنڑ اوکھا ساچا ناؤں!

(آسا محلہ ۱ صفحہ ۹ و صفحہ ۳۴۹)

یعنی ذکرِ الٰہی میں زندگی اور اس کے بغیر موت ہے لیکن ذکرِ الٰہی ایک بہت ہی کٹھن منزل ہے۔ گورو جی نے اپنے اس قول میں بہت بڑی حقیقت بیان کر دی ہے۔ ابتدائے آفرینش سے اب تک دنیا میں دو قسم کے لوگ گذرے ہیں۔ اول وہ جو ذکرِ الٰہی میں مشغول رہے۔ اور خدا نما انسان بن کر ابدی زندگی کے وارث ہو گئے دوسرے وہ جو خدا کی بجائے شیطان کے بندے بن کر اپنے خالق اور مالک کے ذکر سے دور چلے گئے۔ لوگوں کو ان کے ناموں سے بھی نفرت ہو گئی ہے۔ یہی ان کی ابدی موت کی علامت ہے۔

گورو جی نے اپنے کلام میں یہ بات بھی بیان کی ہے کہ اگر سب لوگ مل کر اللہ تعالیٰ کے ذکر میں مشغول ہو جائیں تو اس کے یہ معنی نہیں ہوں گے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی شان میں اضافہ ہو جائیگا۔ اور اگر ساری دنیا اس کے ذکر سے روگرداں ہو جائے تو نعوذ باللہ اس سے اس کی شان میں کوئی کمی واقع ہو جائیگی۔ ذکرِ الٰہی تو خود لوگوں کے لئے زندگی بخش جام ہے جس سے ابدی زندگی وابستہ ہے۔ چنانچہ گورو جی فرماتے ہیں کہ :-

جے سب مل کے آکھنڑ پاہے
وڈا نہ ہووے گھاٹ نہ جائے

(آسا محلہ ۱ صفحہ ۹ و صفحہ ۳۴۹)

اس میں کوئی کلام نہیں کہ دنیا کے ہر مذہب نے اپنے اپنے رنگ میں ذکرِ الٰہی کی تلقین کی ہے اور اس بات پر زور دیا ہے کہ ہر انسان کو یادِ الٰہی میں مشغول رہنا چاہیئے۔ اسی بات کے پیشِ نظر حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے:

عادتِ ذکر بھی ڈالو کہ یہ ممکن ہی نہیں
دل میں ہو عشقِ صنم لب پہ مگر نام نہ ہو

لیکن یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ محض کسی مسجد، مندر یا گوردوارے وغیرہ کے کسی کونے میں بیٹھ کر صرف زبان سے اللہ - اللہ - رام، رام یا واہگورو، واہگورو کا جاپ کر لینا ہی ذکرِ الٰہی نہیں کہلا سکتا اور نہ نتیجہ خیز ثابت ہو سکتا ہے جب تک انسان خود کو اللہ تعالیٰ کے رنگ میں رنگین نہ کر لے اور اس کی صفات کا مظہر بننے کی کوشش نہ کرے۔ نیز ہر قسم کے بغض۔ عناد اور تعصب کو ترک نہ کر دے۔ اسی بات کے پیشِ نظر گورو جی نے ذکرِ الٰہی کو ایک کٹھن منزل قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ :-

آکھنڑ اوکھا ساچا ناؤں

ورنہ محض زبان سے اللہ اللہ - رام رام یا واہگورو واہگورو رٹنا تو کچھ مشکل نہیں۔ گورو گرنتھ صاحب میں اللہ تعالیٰ کے نیک بندوں کا اس کے رنگ میں رنگین ہونا اور صفاتِ الٰہیہ کا مظہر بن جانا مندرجہ ذیل الفاظ میں بیان کیا ہے کہ

جنہاں نہ وسرے نام سے کینہا
بھید نہ جانو مول سائیں جیہا

(آسا محلہ ۵ صفحہ ۳۹۷)

ایک اور مقام پر مرقوم ہے کہ :-

ہر کا سیوک سو ہر جیہا
بھید نہ جانو مانس دیہا

(مارو محلہ ۵ صفحہ ۱۰۷۶)

گورو گرنتھ صاحب کے ان شبدوں میں یہ حقیقت مذکور ہے کہ جو لوگ مجسمۂ ذکرِ الٰہی بن جاتے ہیں یعنی جن کا کھانا - پینا - سونا اور جاگنا اپنے خالق اور مالک کے لئے وقف ہو جاتا ہے وہ صفاتِ الٰہیہ کے مظہر بن جاتے ہیں گویا کہ وہ خدا نما انسان بن جاتے ہیں۔ گورو جی نے خود ہی ایسے لوگوں سے متعلق یہ بیان فرمایا ہے کہ :-

جو تدھ سیوے سے تدھ ہی جیہے

(مارو محلہ ۱ صفحہ ۱۰۲۱)

یعنی گورو جی نے فرمایا کہ جس طرح آگ میں پڑ کر لوہا لال ہو جاتا ہے اور چھونے والے کے ہاتھوں کو جلا دیتا ہے اسی طرح خدا کے نیک بندے اور عابد لوگ ہیں وہ بھی خدا تعالیٰ کی صفات کے مظہر بن جاتے ہیں"

(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۱۵۲)

الغرض گورو نانک جی کے نزدیک نام جپنے کے یہی حقیقی معنے ہیں کہ ہر شخص کو اللہ تعالیٰ کے حقوق ادا کرنے میں کوشاں رہنا چاہیئے۔ گویا کہ اللہ تعالیٰ کا اپنے بندوں پر پہلا حق یہ ہے کہ وہ اس پر صدقِ دل سے ایمان لائیں۔ اور اس کی ذات اور صفات میں کسی دوسرے یا تیسرے کو شریک نہ ٹھہرائیں۔ گورو جی نے اس تعلق میں یہ بیان کیا ہے کہ

آد نرنجن نرمل سوئی
اور نہ جانا دوجا کوئی

ایکنکا وسے من بھاوے ہومیں گرب گوائیندا
امرت پیا ست گور دیا
اور نہ جانا دوجا تیجا
ایکو ایک سو اپر پرمپر پرکھ خزانے پائیندا

(مارو محلہ ۱ صفحہ ۱۰۳۴)

اور اللہ تعالیٰ کا دوسرا حق یہ ہے کہ اس کی عبادت کی جائے۔ چنانچہ گورو جی فرماتے ہیں کہ :-

نانک ناؤں خدائے کا دل پنہے مکھ لیہ
اور دوا جے دنی کے جھوٹھے عمل کرے

یعنے ——— "بھائی! خدا تعالیٰ کو یاد رکھو کہ وہ ایسا خدا ہے کہ جس نے تمہیں صحت مند زندگی عطا کی ہے۔ اور رہنے کیلئے زمین دی ہے نیز شبد (وحی)، گیان کیلئے اور رس بھوگنے کے لئے بخشے ہیں۔ اتنے بڑے داتا اور خوبیوں کے مالک کو بھلا دینا مناسب نہیں ہے۔ یہ دنیا تو دار العمل ہے اگر اعمال صالح بجا لاؤ گے تو نجات حاصل ہو گی" (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۴۴)

ایک اور مقام پر گورو جی نے فرمایا ہے کہ :-

"بندہ جو ہویا ہے۔ سو بندگی واسطے ہویا ہے جو بندہ ہو کے بندگی نہیں کردا ——— سو غیباں حیوان دی نیائیں ہے"

(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۴۰۵)

اسی بناء پر گورو گرنتھ صاحب میں یہ تلقین کی گئی ہے کہ :-

کر بندے توں بندگی جچر گھٹ میں ساہ

(تلنگ محلہ ۵ صفحہ ۷۲۴)

یعنی انسان کو اپنے آخری سانس تک اللہ تعالیٰ کی بندگی کرتے رہنا چاہیئے ——— گورو جی نے اللہ تعالیٰ کا یہ حق بھی بیان کیا ہے کہ اس کی مقررہ حدود کی پابندی کی جائے۔ اور کسی بھی حد کو توڑنے کی کوشش نہ کی جائے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ :-

بندی اندر صفت کرائے تاں سو کہیئے بندہ

(آسا محلہ ۱ صفحہ ۳۵۹)

یعنی جو اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود کے اندر رہتا ہوا اس کی عبادت کرتا ہے وہی بندہ کہلانے کا مستحق ہے۔

الغرض گورو جی کے نزدیک ہر شخص کے لئے حقوق اللہ کا ادا کرنا اشد ضروری ہے۔ اور تمام انسانوں پر اس کے تین بڑے حقوق یہ ہیں کہ وہ اس پر ایمان لائیں۔ اس کی عبادت کریں اور اس کی مقررہ حدود سے تجاوز نہ کریں۔

حقوق العباد اور گورو نانک جی

سری گورو نانک جی کے نزدیک ہر انسان جو کچھ بھی کماتا ہے یا جو کچھ اُسے اللہ تعالیٰ کے فضل سے حاصل ہوتا ہے اس میں غریبوں، مسکینوں، یتیموں، اپاہجوں اور مسافروں بلکہ جانوروں کا بھی حصہ ہے۔ گورو جی نے اپنے کلام میں اس کے لئے "دان" اور "زکوٰۃ" کے الفاظ استعمال کئے ہیں۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ :-

دانوں تے اشنانوں وںجے بھس پئی سر کھتھے

(وار ماجھ - سلوک محلہ ۱ صفحہ ۱۵۰)

یعنی جو لوگ دان (حقوق العباد) اور اشنان (ذاتی جان کے حقوق) ادا نہیں کرتے ان کے سروں پر راکھ ڈالی جائے گی - وہ ذلیل ہوں گے۔

الغرض جو لوگ اس حصہ کو ادا نہیں کرتے اور اپنی ساری کمائی اور دولت اپنے کھانے۔ پینے اور عیش و عشرت میں ہی خرچ کر دیتے ہیں گورو جی نے ایسے لوگوں کو اچھا نہیں سمجھا بلکہ ان پر لعنت کی ہے۔ جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ :-

پھٹ اوہا جیو باجھ کھاٹے سودھا پیٹ
(دار سوہی سلوک محلہ ۱ صفحہ ۷۹)

یعنی جو لوگ اپنی ساری کمائی خود ہی کھاتے ہیں اور اپنا ہی پیٹ بڑھاتے ہیں وہ لعنت کے حقدار ہیں۔

گویا کہ گورو جی کے نزدیک انسانی زندگی کا مقصد محض کمانا اور کھانا نہیں ہے۔ بلکہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کا ادا کرنا بھی ضروری ہے۔ چنانچہ گورو گرنتھ صاحب میں یہ مرقوم ہے کہ:-

تہ نز کیا پوران سُن کیتا!
ان پادنی بھگت نہ کینی بھوکھے دان نہ کینا
(سارنگ۔ پرمانند صفحہ ۱۲۵۳)

گورو گرنتھ صاحب کے اس شبد میں بھی "بھگتی" (حقوق اللہ) اور "دان" (حقوق العباد) کی ادائیگی کی طرف ہی توجہ دلائی گئی ہے۔

گورو نانک جی مہاراج نے اس سلسلہ میں یہ بھی فرمایا ہے کہ:-

گھال کھائے کچھ ہتھوں دے
نانک راہ پچھانے سے!
(وار سارنگ۔ سلوک محلہ ۱ صفحہ ۱۲۴۵)

یعنی جو لوگ اپنی محنت کی کمائی میں سے اللہ تعالیٰ کے نام پر غریبوں اور مسکینوں پر خرچ کر کے حقوق العباد ادا کرتے ہیں وہی اللہ تعالیٰ کے راستہ کو شناخت کر سکتے ہیں۔

گورو جی نے اس سلسلہ میں یہ بھی بیان کیا ہے کہ جو لوگ غریبوں، مسکینوں اور ادنیٰ لوگوں کی خدمت کرتے ہیں اور انہیں اوپر اٹھانے میں کوشاں رہتے ہیں وہ اللہ تعالیٰ کی بخششوں کے وارث ہوتے ہیں۔ چنانچہ ان کا ارشاد ہے کہ:-

جتھے نیچ سنبھالین تتھے ندر تیری بخشش
(سری راگ محلہ ۱ صفحہ ۱۵)

گورو جی نے زکوٰۃ ادا کرنے کی طرف بھی توجہ دلائی ہے۔ اور جو لوگ واجب زکوٰۃ ادا نہیں کرتے انہیں لعنتی قرار دیا ہے۔ چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ:-

لام لعنت برسے تنہاں [illegible] زکوٰۃ نہ کڈھدے مال
دھکا پوندا غیب دا ہوندا سب زوال
(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۱۲۸
جنم ساکھی بھائی بالا مطبوعہ ۱۸۷۱ء صفحہ ۲۰۶)

ایک اور مقام پر آپ کا یہ ارشاد ہے کہ:-

دے نہ مال زکوٰۃ جو تسدا سٹو بیان!
اسکے تال لیوں جو رلُٹ اسے آفت لوے اجان
نہ دتا راہ خدائے دے نہ دتا تس نس جہان
وانگوں صاحب وسے دسے سب لُٹائی شیطان
(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۹۹
جنم ساکھی اُردو صفحہ ۲۲۸)

نیز گورو جی کا یہ ارشاد بھی سکھ کتب میں درج ہے کہ:-

"بابا بولا۔ ایمان کی چار شرطیں ہیں اول بزرگوں کی صحبت۔ دوم مال کی زکوٰۃ۔ سوم گناہوں سے پاک۔ چہارم خدا کی یاد"
(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۱۳۱)

گورو نانک جی نے یہ بھی فرمایا ہے کہ جو لوگ اپنی کمائی کا دسواں حصہ خوشی سے اللہ کی راہ میں خرچ کرتے ہیں وہ بغیر پوچھے جنت میں داخل ہوں گے۔ چنانچہ ان کا ارشاد ہے کہ:-

سٹو قاضی رکن دین پنج نصیحتاں ایہہ
اللہ دی کر بندگی سچ پیا پرش ڈیہہ
کھاؤ کھواؤ کسٹ کے کر دمشقت کار
مکھ سکھ پوے پسینڑا ایہو کھاتا سار
دسواں حصہ اوس بھیں راہ رب [illegible]
ان پوچھے پادے بہشت سو سچ حقیقت ایہہ
(تواریخ گورو خالصہ صفحہ ۲۱۲)

جنم ساکھی بھائی بالا کے صفحہ ۱۵۱ پر بھی کچھ اسی قسم کا مضمون بیان کیا گیا ہے۔

دوسری سکھ کتب میں بھی اپنی کمائی کا دسواں حصہ لوگوں کی فلاح اور بہبودی میں خرچ کرنے کی تلقین کی گئی اور اس کے لئے "دسوندھ" کی اصطلاح مقرر کی گئی ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ:

دس نکھ کر جو کار کماوے
تا کر جو دھن گھر میں پاوے
اس تے گور دسوندھ جو دئی
سنگھ سو جس یہ جگ میں لیئی
(خالصہ ریت [illegible] صفحہ ۱۸)

یعنے ۔۔ "گورو کا سکھ جنت کے نفع [illegible] سے دسواں حصہ گورو کا دے۔ گورو کے لئے پیش کرے۔ سکھوں کو کھلائے"
(خالصہ دھرم شاستر صفحہ ۱۶۶)

ایک مقام پر یہ تلقین کی گئی ہے کہ:-

"اپنی کمائی میں سے دسواں حصہ گورو کے لئے خرچ کرے اور دوسرے نو حصے اپنے گھر میں خرچ کرے۔"
(ریہت ناموں کا سار)

جو لوگ ایسا نہیں کرتے ان سے متعلق کہا گیا ہے کہ:

دسوندھ گور نہ دیوئی جھوٹ بول جو کھائے
کہے لال اس سیت جی تس کا کچھو نہ و ساہے
(خالصہ ریت پرکاش صفحہ ۸)

یعنی جو لوگ اپنی کمائی میں سے دسواں حصہ خدا تعالیٰ کے لئے پیش نہیں کرتے وہ قابل اعتبار نہیں ہیں۔

جنم ساکھی بھائی منی سنگھ میں مرقوم ہے کہ گورو نانک جی کے نزدیک جو لوگ لالچ میں پھنس کر دولت جمع کرنے کی فکر میں لگے رہتے ہیں۔ اور غریبوں، مسکینوں، حاجت مندوں اور مسافروں وغیرہ کا حصہ ادا نہیں کرتے وہ مردار خور ہیں۔ جیسا کہ ان کا ارشاد ہے کہ:-

"بچن ہوا۔ پورکھا۔ جو لوگ دولت کو اپنی سمجھ کر روک لیتے ہیں وہ مردار کے مترادف ہے۔ اور جو لوگ اسے خدا تعالیٰ کا خیال کر کے (غرباء وغیرہ میں) بانٹ کر کھاتے ہیں وہ [illegible] کے برابر ہے۔" (جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۱۴۲)

گورو جی کے اس قول کی روشنی میں یہ امر واضح ہے کہ جو لوگ حقوق العباد ادا نہیں کرتے وہ مردار خوری کے مرتکب ہوتے ہیں۔

گورو جی کے سوانحی حالات سے یہ امر واضح ہے کہ گورو نانک جی کے دل میں نسل انسانی کا ہی نہیں بلکہ جانوروں کا بھی بہت درد تھا۔ اور وہ ان کی تکلیف کو بھی برداشت نہیں کرتے تھے۔ اور اسے دُور کرنے میں کوشاں رہتے تھے چنانچہ آپ کی زندگی کا ایک واقعہ ہے کہ ایک مرتبہ داؤد نام کے ایک جولاہے نے گورو جی کے لئے ایک خوبصورت غالیچہ تیار کیا اور گورو جی سے عرض کیا کہ وہ اس غالیچہ کو بچھا کر اس پر تشریف رکھا کریں گورو جی نے فرمایا کہ ہمارے لئے بارے رب العزت نے زمین کا ایسا غالیچہ بچھایا ہے جو کبھی پرانا نہیں ہوتا اس کے آگے جنم ساکھی میں مرقوم ہے کہ قریب ہی ایک کتیا نے بچے دئے ہوتے تھے جو سردی سے ٹھٹھر رہے تھے۔ گورو جی نے فرمایا اے داؤد یہ غالیچہ اس کتیا پر ڈال دو۔ اور اسے چوری بھی کھلایا کرو (جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۵۸۸-۸۹)

اس واقعہ سے واضح ہے کہ گورو جی کے پاک دل میں جانوروں کیلئے بھی محبت تھی۔ اور وہ ان کے دکھ کو بھی اپنا دکھ تصور کرتے تھے۔ یہی حقوق العباد کی بہترین تصویر ہے کہ خدا تعالیٰ کی مخلوق کا خیال رکھا جائے۔

گورو جی کے نزدیک محض دکھاوے کے لئے دان دینا اور یہ خواہش رکھنا کہ لوگ اس کی تعریف کریں فعل عبث ہے۔ یہ حقوق اللہ کی ادائیگی نہیں ہے چنانچہ آپ کا ارشاد ہے کہ:-

دے دے منگہے سہسا گناں سو بہ کرے سنسار
(وار آسا سلوک محلہ ۱ صفحہ ۴۶۶)

یعنی بعض دانی لوگ دان دے کر اس سے ہزاروں گنا زیادہ کسی نہ کسی شکل میں طلب کرتے ہیں۔ اور یہ بھی چاہتے ہیں کہ لوگ ان کی تعریف کریں۔

ایک اور مقام پر گورو جی فرماتے ہیں:-

ہر پریت پیارے شبد بچارے تس ہی کا سو ہوئے
پن دان انیک نہاون کیوں انتر مل دھووے۔
(گوڑی محلہ ۱ صفحہ ۲۴۳)

یعنی اگر کوئی شخص پیارے اللہ سے محبت کرتا ہے اور شبد کے ذریعہ اس پر غور کرتا ہے تو وہ اللہ تعالیٰ کا ہو جاتا ہے۔ خلوص کے بغیر ریاکاری کا دان پن کرنے سے اور تیرتھوں پر اشنان کرنے سے کوئی شخص حقیقی پاکیزگی حاصل نہیں کر سکتا ۔۔۔ گورو جی کے نزدیک دوسروں کا حق تلف کرنا کوئی پسندیدہ فعل نہیں ہے۔ چنانچہ آپ نے فرمایا ہے کہ:-

حق پرایا نانکا اُس سؤر اُس گائے
گور پیر حامی تاں بھرے جاں مردار نہ کھائے
گلیں بہشت نہ پائیے چھوٹے سچ کمائے۔
(وار ماجھ سلوک محلہ ۱ صفحہ ۱۴۱)

"جنم ساکھی سری گورو نانک جی" مصنفہ سوڈھی مہربان میں (جسے حال ہی میں خالصہ کالج امرتسر والوں نے ایڈٹ کر کے شائع کیا ہے) یہ مرقوم ہے کہ

حق پرایا نانکا اُس سؤر اُس گائے
گور حامی تاں بھرے جاں مردار نہ کھائے۔
(جنم ساکھی گورو نانک جی صفحہ ۵۰۵)

گورو جی نے خود ہی اس کی تشریح بھی بیان کی ہے کہ "سنے قاضی۔ مَا ہِی اس کا نذر ہے جے خدائے کی کلام ہے سے حضرت رسول کہی ہے۔ جے خدا ئے دسے لکھے وچ منا ہیا ہے سے حضرت نے [illegible] منع کیتے ہے۔ ایہہ جے پرایا حق ہے جو خدائے اور حضرت منع کیا ہے۔ [illegible] دے باب وچ پرایا حق حرام ہے تاہی کہا [illegible] ۔۔۔ مسلماناں نوں سؤر تتے ہے کھانا [illegible] ۔۔۔ جے مسلمان ہوئے کے پرایا حق کھائیگا سے مردار کھائیگا۔ پرایا حق نہیں کھانا حضرت نے [illegible] حضرت [illegible] ہے ۔۔۔ اے قاضی محمد کس دا حامی بھرے گا۔ جے ایہہ مردار نہ کھائے کا حق پرایا۔ تس ہی کو کہے کا ایہہ میرا ہے۔ اُز میرے دین وچ آیا ہے اس کو بخشے گا۔ پر جی ایہہ پرایا حق کھایا سے ایہہ بھی مردار ہے۔ [illegible] دی [illegible] نہ بھرے گا"
(جنم ساکھی گورو نانک جی صفحہ ۹۵)

گورو نانک جی نے [illegible] یہ بھی بیان کیا ہے کہ:-

لوٹے ملک [illegible] پھرے خرچ کھائے
دوزخ کی آتش مارسے جلائے
(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ [illegible] جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ [illegible] [illegible] صفحہ ۲۳۵، گورمت اتہاس گورو خالصہ صفحہ ۲۵، اتہاس گورو خالصہ [illegible] صفحہ ۱۶۳ [illegible] جنم ساکھی صفحہ ۲۹۶، نانک پرکاش [illegible])

گورو جی [illegible]

[illegible] نے کہ دوسروں کا حق تلف کرتے ہیں ان کا ٹھکانا دوزخ [illegible]

"جو لوگ [illegible] آگ میں تپتے ہیں"
(جنم ساکھی بھائی منی سنگھ صفحہ ۱۹۳)

گورو گرنتھ صاحب میں [illegible]

[illegible]
مال نہ ہوس تہ دوزخ [illegible]
[illegible] چھوڈ دنیا کو [illegible]
(بھیروں [illegible] صفحہ ۱۱۶۲)

الغرض گورو نانک جی کے نزدیک حقوق العباد کو ادا کرنا اور غریبوں، مسکینوں اور اپاہجوں کی مدد کرنا از حد ضروری ہے۔ جو لوگ ایسا کرتے ہیں۔ وہی کامیاب ہوتے ہیں۔ اور [illegible] چلنے والے اپنے لئے نجات کے دروازے بند کرتے ہیں۔ ان کا ٹھکانا دوزخ ہوگا۔

لنگر کی رسم اور گورو نانک جی

گورو نانک جی نے حقوق العباد کی ادائیگی کے متعلق لنگر کی رسم بھی جاری کی [illegible] غریبوں، مسکینوں، مفلسوں، اپا [illegible]

مسافروں وغیرہ کو کھانا کھلایا جاتا ہے۔ چنانچہ بھائی بنّوں کے گوروگرنتھ صاحب کے آخر میں "حقیقت راہ مقام راجہ شونابھ" کی درج ہے۔ اس میں مرقوم ہے کہ:۔

تہاں گوروجی کی دھرم سالہ ہے سنگت
جُڑتی ہے۔ رسوئی بیس من لونڑ
ہر روز لگتا ہے"

گوروگرنتھ صاحب بھائی بنوں کی بیڑ صفحہ ۱۱۶۷ مطبوعہ گیان پریس گوجرانوالہ)

جنم ساکھی کے ایک مقام پر مرقوم ہے کہ:۔

"سری گورونانک دیوجی کرتار پور دھرم سالہ میں بیٹھے رہتے تھے۔ اگر کوئی سادھو۔ سنت۔ جوگی۔ جنگم اور برہم چاری آتا تو سری گوروجی اس کی تسلی کرتے اور اُسے سیدھا راستہ بتاتے نیز جو بھی آتا اُسے خوراک اور لباس بھی دیتے"

(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۴۰۲)

سکھ کتب سے یہ امر بھی واضح ہے کہ گوروجی دوسروں کو بھی اس قسم کے لنگر جاری کرنے کی تلقین [illegible] کرتے تھے۔ (ملاحظہ ہو جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۲۴۲۔ ۴۰۲۔ صفحہ ۴۸۸ بھگت رتناولی صفحہ ۸۹)

سکھ کتب سے یہ امر واضح ہے کہ اس قسم [illegible] مستحقین کو کھانا کھلانے کے لئے جاری کئے گئے تھے چنانچہ ان سے متعلق گور پرتاپ سورج گرنتھ میں یہ مرقوم ہے کہ:۔

بھوکھا رہنڑ نہ کوئی پاوسے
سب سنگت کو ردے ترتاوسے
پور گرامن۔ مل گورسکھ جہاں
چھدھت سوبھ پراپت تہاں!
نردھن۔ نرک۔ اناتھ میاتے!
ننگ بھنگ ہوئے ملے نہ کھانے!
سو سگرے پورگرام مجھارا!
گورسکھن کے کریں اہارا!
جن کے بہہ دھن گرہ میں ناہیں!
سومل کرکے آپس ماریں!
اک تھل دیگ کو بہت کریں!
چھدھت ہوت جواور سو جریں!

(گور پرتاپ سورج گرنتھ راس ۹ انسو ۴۴)

یعنی غریبوں۔ مسکینوں۔ یتیموں۔ اپاہجوں اور حاجت مندوں کے لئے لنگر جاری کئے جائیں۔ اگر کوئی ایک شخص ایسا لنگر جاری کرنے سے قاصر ہے تو گاؤں یا شہر کے لوگ مل کر جاری کریں۔ اور ہر بھوکے شخص کو بغیر کسی مذہبی یا ملکی یا قومی تفریق کے کھانا کھلایا جائے۔

اس سلسلہ میں یہ تعلیم بھی دی گئی ہے کہ:۔

"کھانا جب تیار ہو .... اگر کوئی خود بخود آجائے تو یہ خیال کیا جائے اُسے خدا تعالیٰ نے بھیجا ہے۔ اس میں کوئی شک نہ کرے۔ اُسے عزت اور احترام سے کھانا کھلایا جائے۔ اگر کوئی خود نہ آئے تو آپ بُلایا جائے .... اگر کوئی ہندو۔ مسلمان۔ سکھ بھوکا آجائے۔ اسے کھانا دیا جائے اس میں کوئی شک نہیں ہے"

(پریم سمارگ منقول از گورمت سدھاکر صفحہ ۵۳)

الغرض گورونانک جی کے نزدیک بھوکوں کو کھانا کھلانا بھی حقوق العباد کی ادائیگی میں شامل ہے۔ اور اس میں کسی ملک۔ مذہب۔ قوم یا ملت کی تفریق مناسب نہیں ہے۔ بلکہ ہر ضرورت مند کو مدنظر رکھنا اور اس کی ضرورت پُورا کرنا ضروری ہے۔ گوروجی فرماتے ہیں کہ:۔

نانک اگے سو ملے جے گھٹے گھالے دے

(وار آسا سلوک محلہ ۱ صفحہ ۴۷۲)

انسان کی اپنی زندگی کے حقوق

گورونانک جی نے اپنے کلام میں "نام" (حقوق اللہ) "دان" (حقوق العباد) کی طرف توجہ دلانے کے ساتھ ہی اس امر کی بھی تلقین فرمائی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہر شخص کی اپنی جان اور اس کے اعضاء کے بھی حقوق مقرر کئے ہیں۔ اور زندگی کو کامیاب بنانے کے لئے ان حقوق کی ادائیگی بھی اشد ضروری ہے۔ اگر کوئی شخص [illegible] نہیں کرتا تو وہ اپنی جان کے حقوق تلف کرنے والا قرار پائے گا۔ اور اللہ تعالیٰ کے حضور جواب دہ ہوگا۔ گوروجی کے نزدیک ضروری ہے کہ ہر انسان اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کے احکامات بجالاتے ہوئے اور اس کی مقررہ حدود کے اندر رہتے ہوئے بسر کرے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

بندے سے جے پوے بندی وکھوڑ کو دیا ار

(وار آسا سلوک محلہ ۱ صفحہ ۴۶۵)

یعنی انسان کہلانے کا وہی مستحق ہے جو اپنی زندگی اللہ تعالیٰ کی مقررہ حدود کے اندر رہتے ہوئے بسر کرے۔ اور اس کا مقصد صرف یہی ہو کہ وہ اللہ تعالیٰ کا واصل ہونا چاہتا ہے۔ اس کے برعکس شتر بے مہار کی طرح زندگی بسر کرنا اپنی جان کے حقوق تلف کرنا ہے۔ گوروجی نے اس کے لئے "اشنان" کا رکن بیان کیا ہے

گوروجی کے نزدیک اشنان کے صرف یہی معنے نہیں کہ انسان اپنے جسم کو مل مل کر دھوئے بلکہ یہ ہے کہ انسان اپنے جسم اور رُوح کو ہر قسم کی گندگیوں اور غلاظتوں سے پاک رکھنے کی ہر ممکن کوشش کرے۔ گوروجی نے اس سلسلہ میں یہ بیان کیا ہے کہ:۔

سوچے ایہہ نہ آکھیئے بہن جے پنڈا دھوئے
سوچے سیئی نانکا جن من وسیا سوئے

(وار آسا۔ سلوک محلہ ۱ صفحہ ۴۷۲)

یعنی ؎

جسم کو مل مل کے دھونا یہ تو کچھ مشکل نہیں
دل جو دھوئے وہی ہے پاک نزدِ کردگار

ایک اور مقام پر گوروجی فرماتے ہیں کہ:۔

من میلے سب کچھ میلا تن دھوئے من ہچھا نہ ہوئے
ایہہ جگت بھرم بھُلایا ورلا بوجھے کوئے

(وڈہنس محلہ ۱ صفحہ ۵۵۸)

گوروجی نے رُوح کی پاکیزگی سے متعلق یہ فرمایا ہے کہ:

بھریئے مت پاپاں کے سنگ
اوہ دھوپے ناویں کے رنگ

(جپ جی۔ پوڑی ۲۰)

یعنی گناہوں سے گندی رُوح خدا تعالیٰ کے ذکر سے ہی پاک ہوسکتی ہے۔ گوروجی نے جسم کی پاکیزگی سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

تن سُوچا آکھیئے جس میں ساچا ناؤں

(سری راگ۔ محلہ ۱ صفحہ ۱۹)

گوروجی نے اپنے ایک پوتر شبد میں جسم اور رُوح دونوں کی پاکیزگی سے متعلق یہ بیان کیا ہے کہ:۔

انتر میل لوبھ بہہ جھوٹھے باہر ناوہو کاہی جیو
نرمل نام جپہو سد گورمکھا انتر کی گت تاہی جیو

(سوڑھ۔ محلہ ۱ صفحہ ۵۹۸)

ایک اور مقام پر گوروجی نے فرمایا ہے کہ:۔

جل مل کایا مانجیئے بھائی
بھی میلا تن ہوئے۔
گیان مہاں رس ناویئے بھائی
من تن نرمل ہوئے۔

(سوڑھ۔ محلہ ۱ صفحہ ۶۳۷)

یعنی انسان اللہ کی عبادت کے بغیر اپنے تن من کو پاک نہیں کرسکتا۔

الغرض گوروجی کے نزدیک انسان پر اپنی جان کا پہلا حق یہ ہے کہ وہ ہر قسم کی روحانی اور جسمانی گندگیوں سے بچنے کی ہر ممکن کوشش کرتا رہے۔

گوروگرنتھ صاحب میں اشنان سے متعلق یہ تعلیم دی گئی ہے کہ:۔

کر اشنان سمر پربھ اپنا من تن بھئے اروگا

(سوڑھ محلہ ۵ صفحہ ۶۱۱)

یعنی جو لوگ اشنان کرکے اپنے ربّ العزت کا ذکر کرتے ہیں وہ ہر قسم کی رُوحانی اور جسمانی بیماریوں سے محفوظ رہتے ہیں۔

گوروجی نے خود بھی ہر شخص پر اس کی جان کا یہ حق قرار دیا ہے کہ وہ اُسے ہر قسم کی روحانی اور جسمانی بیماریوں سے بچانے کی کوشش کرتا رہے اور ایسی خوراک کھانے سے ہمیشہ بچتا رہے جو اُسے جسمانی اور رُوحانی بیماریوں میں مبتلا کرنے والی ہو۔ چنانچہ اس بارہ میں گوروجی کا یہ ارشاد ہے کہ:

بابا ہور کھانا خوشی خوار
جت کھادے تن پیڑیئے من میں چلیے وکار

(سری راگ۔ محلہ ۱ صفحہ ۱۶)

گوروجی کے اس شبد میں ایسی خوراک کا استعمال ممنوع قرار دیا گیا ہے جس سے انسان کو جسمانی یا روحانی بیماریوں کے لاحق ہونے کا خطرہ ہو۔ اور یہ ایک مسلّمہ امر ہے کہ انسان کی خوراک کا اس کے اعمال پر لازمی اثر پڑتا ہے۔ اس اصل کو خود سکھ مذہب میں بھی تسلیم کیا گیا ہے۔ چنانچہ مرقوم ہے کہ:۔

بکھ کھانا۔ بکھ بولنا۔ بکھ کی کار کمائے

(پربھاتی۔ محلہ ۱ صفحہ ۱۳۴۳)

یعنی جو لوگ زہر کھائیں گے ان کے کلام اور اعمال پر اس کا اثر لازمی ہوگا اور ان کی زبان بھی زہریلی ہوگی اور عمل بھی زہریلے۔

گوروجی نے ایسا لباس اختیار کرنا بھی ممنوع قرار دیا ہے جو انسان کی جسمانی اور روحانی حالتوں پر اثر انداز ہو۔ اور اُسے جسمانی اور رُوحانی بیماریوں میں مبتلا کردے۔ چنانچہ آپ فرماتے ہیں کہ:۔

بابا ہور پہننڑ خوشی خوار
جت پیدھے تن پیڑیئے من میں چلیے وکار

(سری راگ۔ محلہ ۱ صفحہ ۱۶)

یعنی ایسی پوشاک کبھی بھی استعمال نہ کی جائے جس سے جسمانی یا رُوحانی بیماریوں کا خطرہ درپیش ہو

گویا کہ گوروجی کے نزدیک انسان پر اپنی جان کا یہ حق بھی ہے کہ اسے جسمانی اور رُوحانی بیماریوں سے بچانے کی ہر ممکن کوشش کی جائے۔ اور ایسی خوراک۔ اور پوشاک استعمال میں نہ لائی جائے جو اُسے جسمانی یا رُوحانی بیماریوں میں مبتلا کرنے والی ہو۔

گوروجی نے انسان کی اپنی جان سے متعلق یہ تعلیم بھی دی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اُسے جو اعضاء آنکھ۔ زبان اور کان وغیرہ دئے ہیں انہیں صحیح رنگ میں استعمال کیا جائے۔ ان کا غلط استعمال ان کے حقوق تلف کرنے کے مترادف ہے۔ چنانچہ آنکھ کا انسان پر یہ حق ہے کہ وہ اس سے جائز النظر اشیاء کو دیکھے اور غیر جائز النظر اشیاء کو دیکھنے سے پرہیز کرے۔ اس سلسلہ میں گوروجی نے غیر محرم عورتوں کی طرف دیکھنا آنکھوں کی غلاظت بیان کیا ہے۔ چنانچہ ان کا ارشاد ہے کہ:۔

اکھیں سوتک ویکھنا پرتریا پردھن روپ

(وار آسا۔ سلوک محلہ ۱ صفحہ ۴۷۲)

یعنی غیر محرم عورتوں کو دیکھنے سے انسان کی آنکھیں ناپاک ہوجاتی ہیں۔

گوروجی نے زبان اور کان وغیرہ کی غلاظت سے متعلق فرمایا ہے کہ:۔

من کا سوتک لوبھ ہے جیہوا سوتک کوڑ
... ...
کنّیں سوتک کن پے لائے اعتباری کھائے
نانک ہنسا آدمی بدھے جم پوری جائے

(وار آسا۔ سلوک محلہ ۱ صفحہ ۴۷۲)

یعنی لالچ سے انسان کا دل گندہ ہوجاتا ہے اور جھوٹ سے انسان کی زبان ناپاک ہوجاتی ہے۔ نیز چغلخوری سے انسان کے کان غلیظ ہوجاتے ہیں۔ اور گورونانک جی فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص ہنس کی مانند سفید اور خوبصورت

شری گورو نانک جی مہاراج اور فلسفۂ توحید

از حضرت صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر دعوۃ و تبلیغ قادیان

آج کل ہم شری گورو نانک جی مہاراج کی پانچ صد سالہ برسی منا رہے ہیں۔ بے شک آپ کا جنم آج سے نصف ہزار سال قبل ہوا لیکن آپؑ ایک ازلی ابدی اور حیاتِ جاودانی کی مالک ہستی کے ساتھ وابستہ ہونے کے کارن خود بھی غیر فانی اور ابدی زندگی کے وارث بن گئے۔ اللہ تعالیٰ کی بے پناہ محبت اور اس کے حقیقی عشق میں غوطہ زن ہونے کا نتیجہ یہ نکلا کہ آپؑ بھی اللہ تعالیٰ کے اُن برگزیدہ بندوں میں شامل ہو گئے جنہیں عاشقانِ خدا کا مرتبہ نصیب ہوا۔ یہی تو وہ گروہ ہے جو الٰہی عشق اور اس کی محبت میں ایسا مستغرق ہوا کہ [illegible] کے سوا ہر قسم کے دُنیوی آرام و آسائش عیش و عشرت اور رنگا رنگ کی زیبائش اور خوبصورتیاں، ہیچ نظر آنے لگیں اور وہ عشقِ الٰہی کے باعث روحانی سلطنتوں کے والی بن گئے۔ حضرت مرزا غلام احمدؑ جی مہاراج قادیانی نے اِس تعلق میں کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

ملکِ رُوحانی کی دنیا میں نہیں کوئی نظیر
گو بہت گزرے ہیں دنیا میں امیر و تاجدار

یہ محبتِ الٰہی ہی کا تو نتیجہ تھا کہ شری گورو نانک جی نے یہ اعلان فرمایا :-

شاہ ہو دا میل لسکر تخت راکھا پاؤ
حکم حاصل کری بیا نانک سب وا اؤ
مت دیکھ بھولا ویسرے تراچت نہ آوے ناؤ

(سری گورو گرنتھ صاحب)

میں تمام سلطنتوں۔ بڑی بڑی افواج۔ شاہی تختوں اور ہر قسم کے شاہی حکم ناموں کو اللہ تعالیٰ کی ہستی کے مقابل پر کوئی بھی تو قیمت دینے کے لئے تیار نہیں ہوں۔ یہ سب چیزیں اور عزتیں فنا ہو جانے والی ہیں۔ مجھے تو کیول ہے پربھو جی! تیرے ہی نام کی ضرورت ہے۔

شری گورو نانک جی خدا کے اُن پاکباز انسانوں کے گروہ میں شامل تھے جن کے عشقِ الٰہی کے جلووں کی تاب نہ لا کر بے سمجھ اور مورکھ انسانوں نے یہ شور مچانا شروع کر دیا :-

کو آکھے بھوتنا کو کہے بے تالا
کو آکھے آدمی نانک وچارا
بھیا دیوانہ شاہ کا نانک بورانہ (ایضاً)

لینی یہ ٹھیک ہے کہ لوگ مجھے پاگل اور بھوتنوں کے گروہ میں شامل کر رہے ہیں لیکن چونکہ وہ حقیقت سے ناآشنا ہیں اور انہیں اس بھید کی خبر نہیں کہ میں اپنے مولیٰ حقیقی کا دیوانہ ہوں۔ اس دیوانہ پن کو ایک دنیادار انسان کیا سمجھے۔

حقیقت یہی ہے کہ شری گورو نانکؒ وصلِ الٰہی کے شربت سے خوش کام تھے۔ اور خدا نے خود ان کو اپنی محبت کا شیریں شربت پلایا تھا۔ اس سلسلہ میں شری مرزا غلام احمد جی مہاراج قادیانی نے فرمایا ہے:

"اِس میں کچھ شک نہیں کہ بابا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا اور اُن لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزّ و جلّ اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے۔"

(پیغامِ صلح صـ)

قرآن پاک کے اس فرمان کے مطابق کہ :-

① اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعَالَمِیْنَ۔
② وَاِنْ مِّنْ اُمَّۃٍ اِلَّا خَلَا فِیْھَا نَذِیْرٌ۔
③ وَلِکُلِّ قَوْمٍ ھَادٍ۔

بھی شری گورو نانک جی اللہ تعالیٰ کے ولی اور اُس کے برگزیدہ انسانوں میں سے ایک تھے۔ جن کے ظہور کی اس وقت ضرورت تھی جبکہ آپ کا جنم ہوا۔ کیونکہ آپؑ نے خود ہی اپنے سمے کا نقشہ مندرجہ ذیل الفاظ میں پیش فرمایا ہے کہ :-

سرم دھرم دوئے چھپ کھلوئے
کوڑ پھرے پردھان وے لالو
قاضیا باہمنا کی گل تھکی
عقد پڑھے سیطان وے لالو

(شری گورو گرنتھ صاحب)

ایسے سمے میں آپ جیسی برگزیدہ شخصیتیں مبعوث ہوتی ہی رہی ہیں۔ جو از سر نو اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی وحدانیت کا بندگانِ خدا کو پیغام دیتی رہیں۔

سو شری گورو نانک جی نے بھی جو پیغام دنیا کو دیا اس کا نقطۂ مرکزی اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو ہی پیش کرنا تھا۔ اسی غرض کے لئے آپؑ کو کٹھن سے کٹھن راستوں میں سے گذرنا پڑا۔ اور دُور دراز کے خوفناک سفروں کو اختیار کرنا پڑا۔ ان تمام مشکلات کے پہاڑوں کو آپؑ نے صرف خدا تعالیٰ کی رضامندی کی راہوں کو حاصل کرنے کے لئے ہی اپنے سر پر اٹھایا۔ اللہ تعالیٰ کی محبت کی جلن آپ کے ہردے میں پیدا ہو چکی تھی۔ اور اس جلن کو دوسرے انسانوں کے دلوں میں بھی پیدا کرنے کے لئے آپ رات دن بے چین رہتے تھے۔ آپؑ کی زندگی کا واحد مقصد اللہ تعالیٰ کی توحید کے پیغام کو مخلوقِ خدا تک پہنچانے کے سوا اور کچھ بھی نہ تھا۔ پس آپ کے اِس مقصد میں پہاڑ۔ بیابان اور خاردار جنگلات حائل نہ ہو سکے۔ آپ کو اس مقصدِ عالیہ کے لئے جن　　کو اختیار کرنا پڑا اُن کا نقشہ شری مرزا غلام احمد جی قادیانی نے جن الفاظ میں پیش فرمایا ہے انہیں پڑھ کر آنکھیں پُرنم ہوئے بغیر نہیں رہ سکتیں۔ آپ فرماتے ہیں ؎

پھر آخر وہ نکلا دیوانہ وار
نہ دیکھے بیاباں نہ دیکھے پہاڑ
خدا کے لئے ہو گیا دردمند
تنعّم کی راہیں نہ آئیں پسند
محبت کی تھی سینہ میں اک خلش
لئے پھرتی تھی اس کو دِل کی تپش
کبھی شرق میں اور کبھی غرب میں
رہا گھومتا قلق اور کرب میں
پرندے بھی آرام کر لیتے ہیں
مجانیں بھی یہ کام کر لیتے ہیں
مگر وہ تو اک دم نہ کرتا قرار
ادا کر دیا عشق کا کاروبار

(دُرِّ ثمین اُردو)

اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی صفات کو جس رنگ میں آپ نے پیش فرمایا ہے اس کی مثال قرآن حکیم کے سوا اور کہیں نہیں ملتی۔ شری مرزا غلام احمد جی مہاراج قادیانی نے اس مضمون کو مختصر الفاظ میں یوں بیان فرمایا ہے کہ :-

"ہم سچ سچ کہتے ہیں کہ جس قدر باوا نانک صاحب کے اشعار میں توحیدِ الٰہی کے بیان میں عُمدہ عمدہ مضامین پائے جاتے ہیں اگر وہ موجودہ انجیلوں میں پائے جاتے تو ہمیں بڑی خوشی ہوتی۔" (ست بچن صـ ۱۲۵)

اللہ تعالیٰ کی توحید اور اس کی وحدانیت کے بارے میں شری گورو نانک جی نے یہ پیغام دیا:

ہکو صاحب ہکو ہد
ہکو سیوو دُوجا رد
دُوجا کاہے سیویئے
جو جنمے تے مر جائے
ایکو سمرو نانکا!
جو جل تھل رہیا سمائے

(نانک پربودھ صـ ۱۹۳)

جنم ساکھی سوڈھی مہربان میں مرقوم ہے کہ:-

"گورو نانک جی نے فرمایا تو پیر سے کہہ دے کہ اگر وہ دونوں کو ڈھونڈتا ہے تو اللہ تعالیٰ کا واصل نہ ہوگا۔ خدائے واحد ہی ہے۔ اکیلا ہے۔ خدائے واحد کی عبادت کرو۔ دُوسرے کا ردّ کر دو۔ دوسرا پیدا ہوتا اور مر جاتا ہے۔ اور جو غیر فانی (خدا) ہے اور ہمیشہ ہمیش سے ہے۔ ایک جیسا ہے اس کی عبادت ہی کیا کرو۔"

(جنم ساکھی سری گورو نانک جی مہاراج صـ ۴۸۹)

اللہ تعالیٰ کی توحید کے پیغام کو قرآنِ حکیم نے ان سنہری الفاظ میں بیان فرمایا ہے :-

"اِنَّمَا اِلٰـھُکُمْ اِلٰہٌ وَّاحِدٌ۔ فَمَنْ کَانَ یَرْجُوْا لِقَاءَ رَبِّہٖ فَلْیَعْمَلْ عَمَلًا صَالِحًا وَّ لَا یُشْرِکْ بِعِبَادَۃِ رَبِّہٖ اَحَدًا۔" (سورۃ الکھف : ۱۱)

یعنی بے شک تمہارا معبودِ حقیقی ایک ہی ہے پس جو شخص اپنے ربّ العزّت سے ملنے کا خواہشمند اور امیدوار ہے اُسے چاہیئے کہ وہ نیک اور مناسب حال عمل بجا لائے اور اپنے خالق و مالک کی عبادت میں کسی دوسرے کو ہرگز ہرگز شریک نہ کرے۔

خدائے تعالیٰ کے واحد ہونے کا اِعلان قرآن پاک نے ان الفاظ میں کیا ہے کہ:

قُلْ ھُوَ اللّٰہُ اَحَدٌ۔

دنیا میں اس اعلان کی منادی کر دو کہ اللہ تعالیٰ کی ذات واحد ہے۔ اس کو اپنی توحید ہر چیز سے پیاری ہے۔

اللہ تعالیٰ کے واحد ہونے کا پیغام شری گورو نانک جی مہاراج ان الفاظ میں دے رہے ہیں :-

اِکس باجھوں دُوجا کو نہیں
کس آگے کریے پکارا

(وار ماجھ محلہ ا صـ ۱۴۱)

جب اللہ تعالیٰ کی ہستی کے علاوہ اور کوئی دوسری ہستی ہے ہی نہیں تو خواہ مخواہ دُوسروں کے آگے متھے رگڑنے اور گریہ و زاری و عاجزانہ درخواستوں اور اپنی حاجت روائی کے لئے تضرع بھری دعائیں کرنے کا کیا فائدہ؟

وہ لوگ جو خدا تعالیٰ کی توحید کے قائل ہیں اور اس کی ہستی کا انکار کرنے کی دیدہ دانستہ دلیری کر رہے ہیں اُن کو شری گورو نانک جی مہاراج نے بے وقوفوں کا خطاب دیا ہے آپؑ کا فرمان ہے:-

نہ جیانا مورکھ ہے کوئی نہ جانا سیانا !!
سدا صاحب کے رنگ راتا ان دن نام وکھانا
بابا مورکھ ہا ناوسے بل جاؤ
تو کرتا تو دانا بینا تیرے نام تراؤ
مورکھ سیانا ایک ہے ایک جوت دوئے ناؤ
مورکھا سر مورکھ ہے جے منے نہیں ناؤ
(مارو محلہ ۱ صفحہ ۱۰۱۵)

آپؑ کے اس شبد کی وضاحت یہ ہے کہ اپنے آپ سے میں کسی کو عقلمند اور نہ کسی کو بیوقوف تصوّر کرتا ہوں۔ میں تو ہمیشہ خدا تعالیٰ کی محبت میں سرشار ہو کر دن رات ذکرِ الٰہی میں مشغول رہتا ہوں۔ اے میرے بابا میں بیوقوف ہوں۔ اور اپنے رب پر قربان ہوں۔ اے مولا تو خالق ہے۔ تو ہی دانا اور بینا ہے۔ تیرے ذکر سے ہی میں کنارے لگ سکتا ہوں۔ بیوقوف اور عقلمند ایک جیسے ہی ہیں۔ اُن میں ایک ہی نور ہے البتہ ان کے الگ دو نام ہیں۔ ہمارے نزدیک تو جو شخص اپنے خالق و مالک خدا تعالیٰ کا منکر ہے وہ بیوقوفوں کا بیوقوف ہے۔

اللہ تعالیٰ کی ہستی کا قائل ہوئے بغیر تو انسان اخلاقی قدروں سے بھی بے بہرہ اور آخر مکمل طور پر گراوٹ ہی میں گرا رہتا ہے کیونکہ دہریت ہی تو اصل میں تمام بُرائیوں اور بد اخلاقیوں کا منبع اور ماخذ ہے شری گورو نانک جی مہاراج نے اس مضمون کو ان الفاظ میں بیان فرمایا ہے کہ:-

بھولی چوک تیرو دربار
نام بنا کیسے آچار
سری گورو گرنتھ صاحب صفحہ ۱۳۴۳

یعنی نام کے بغیر انسان اخلاقی قدروں کو پہچاننے سے محروم ہی رہتا ہے اور اس میں کبھی بھی اخلاقی صفات پیدا نہیں ہو سکتیں۔

قدرتِ کاملہ کی صفت

سری گورو نانک جی مہاراج نے اللہ تعالیٰ کی اور بھی بہت سی صفات کا اپنی بانی میں ذکر فرمایا ہے جن میں سے ہم یہاں پر صرف ایک کا ہی ذکر کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کی قدرت کاملہ کو بیان کرتے ہوئے سری گورو جی فرماتے ہیں:-

ندیا وچ ٹبے دکھالے تھلی کرے اساہ
کیڑا تھاپ دیئے پاتساہی لشکر کرے سواہ
(وار ماجھ محلہ ۱ صفحہ ۱۴۴)

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی قدرت کاملہ کے ماتحت ندیوں کو ٹبوں کی شکل میں تبدیل کر سکتا ہے اور بیابانوں، ریگستانوں اور تھلوں کو گہرے پانیوں میں تبدیل کرنے کی طاقت رکھتا ہے۔ معمولی انسانوں کو بڑی بڑی سلطنتیں بخش سکتا ہے اور بڑے بڑے لشکر دل کو ایک سیکنڈ میں ملیا میٹ کرنے کی اس میں قدرت موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا نقشہ قرآنِ حکیم نے ان الفاظ میں کھینچا ہے:-

قُلِ اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِي الْمُلْكَ مَنْ تَشَاۗءُ وَتَنْزِعُ الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَاۗءُ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَاۗءُ وَتُذِلُّ مَنْ تَشَاۗءُ بِيَدِكَ الْخَيْرُ اِنَّكَ عَلٰي كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔
(سورۃ آل عمران ع ۳ پ ۳)

اللہ تعالیٰ کی قدرتِ کاملہ کا ان الفاظ میں اعلان کردو کہ تمام سلطنتوں کی حقیقی مالک و وارث تو اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے۔ وہ جسے چاہتا ہے سلطنتوں کے انعام سے نوازتا ہے اور جس سے چاہتا ہے بادشاہتوں کی باگ ڈور چھین لیتا ہے۔ جسے چاہتا ہے عزّتوں کا تاج پہناتا ہے اور جسے چاہتا ہے ذلتوں کے گڑھے میں گرا دیتا ہے تمام بھلائیوں کا وہی سرچشمہ ہے اور حقیقت یہ ہے کہ وہ ہر چیز پر قدرت کاملہ رکھتا ہے۔ سری مرزا غلام احمد جی مہاراج قادیانی نے اس تعلق میں کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

جس کو چاہے تختِ شاہی پر بٹھا دیتا ہے تو
جس کو چاہے تخت سے نیچے گرا دے کر کے خوار

ربّ العالمین کی صفت

اسلام نے اللہ تعالیٰ کو ربّ العالمین کے رنگ میں پیش فرماتے ہوئے فرمایا ہے:-

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ

کہ اللہ تعالیٰ کی بابرکت ذات تو وہ ہے جو ربّ العٰلمین کی صفت سے متصف ہے۔ اس کی ربوبیت صرف ایک قوم، ایک ملک کے ساتھ ہی وابستہ نہیں بلکہ وہ ذات تو اپنے اندر تمام جہانوں کی روحانی اور جسمانی ربوبیت کی صفت رکھتی ہے۔ اس کی یہی صفت تمام عالموں کو یہ سبق دے رہی ہے کہ اسی کی حمد کے ترانے گائے جائیں اور اس امر کا برملا اعلان کیا جائے کہ تمام نیک اور اچھی صفات کی مظہر صرف اللہ تعالیٰ ہی کی ذات ہے:-

سکھ دھرم نے اللہ تعالیٰ کی اس ربّ العالمین کی صفت کو یوں بیان کیا ہے:-

گورا اک دیہہ بجھائی
سبھنا جیا کا اکو داتا
سو میں وسر نہ جائی
(سری گورو گرنتھ صاحب)

گورو جی نے اس حقیقت کو واضح کر دیا ہے کہ تمام جیووں کا صرف ایک ہی داتا ہے۔ کہیں اس کی یاد میرے دل سے نہ نکل جائے۔

کُنْ کی صفت

سری گورو نانک جی مہاراج نے اللہ تعالیٰ کی کُنْ کی صفت کا اقرار کرتے ہوئے یہ فرمایا ہے کہ اس کے صرف کُنْ کہنے سے کائناتِ عالم معرضِ وجود میں آیا ہے۔ اس کو پرکرتی اور مادہ وغیرہ کی کوئی احتیاج نہیں۔ آپؑ کا فرمان ہے:-

کیتا پساؤ ایکو کواؤ
تس تے ہوئے لکھ دریاؤ
(جپ جی صفحہ ۳)

یعنی اللہ تعالیٰ نے تمام تخلیق ایک کواو (یعنی کُنْ کہنے سے) کی ہے۔ جس کے بعد اس تخلیق کا لاکھوں دریاؤں کی شکل میں پھیلاؤ ہوا۔

قرآنِ پاک نے کائناتِ عالم کی تخلیق کے بارے میں اس طور پر رہنمائی فرمائی ہے:-

اِذَا قَضٰٓى اَمْرًا فَاِنَّمَا يَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَيَكُوْنُ۔
(سورۃ مریم ع ۳ پ ۱۶)

اللہ تبارک و تعالیٰ جب کسی امر کا فیصلہ کر لیتا ہے تو کُنْ سے تخلیق کر دیتا ہے۔ اُسے علّتِ مادی اور علّتِ آلاتی کی احتیاج نہیں۔

اللہ تعالیٰ کی کُنہ کو کوئی نہیں پا سکتا

خدائے عزّ وجلّ کی قدرتیں اور اس کی حکمتیں اتنی لا متناہی ہیں کہ کسی کی طاقت نہیں کہ ان کی کُنہ کو پا سکے۔ اللہ تعالیٰ کی ذات تو وراء الوراء ہے۔ تو پھر اس لامحدود ہستی کا انسانی عقلیں جو کہ بہت ہی محدود دائرہ میں مقیّد ہیں کیسے انتہا پا سکتی ہیں!

شری گورو گرنتھ صاحب نے اس مضمون کو ان سنہری الفاظ کے ذریعہ بیان فرمایا ہے:

انت نہ جاپے کیتا آکار
انت نہ جاپے پارا وار
(جپ جی صفحہ ۵)

یعنی اللہ تعالیٰ کی قدرت کی کوئی انتہا نہیں اس کی قدرتوں کے آر پار کا احاطہ کون کر سکتا ہے؟

انت کارن کیتے بللا ہے
تاکے انت نہ پائے جاہ!
(سری گورو گرنتھ صاحب)

اس وراء الوراء ہستی کی انتہا کو پانے کیلئے کئی بلک رہے ہیں لیکن اس حقیقت سے کوئی انکار نہیں کر سکتا کہ اس کی انتہا اور کُنہ کو کوئی نہیں پا سکتا۔ (کیونکہ انسانی عقلیں محدود ہیں)

اللہ تعالیٰ اپنے بندوں کے گُناہ بخشنے کی صفت رکھتا ہے

اسلام نے اللہ تعالیٰ کی ذات کو اپنے بندوں کے گناہوں کو بخشنے والی قرار دیا ہے۔ اگر وہ ذات، اپنے گناہوں پر نادم بندوں کے گناہوں کو بخشنے کی طاقت نہ رکھتی تو اس کے نیک بندے ایک سیکنڈ کے لئے بھی زندہ نہ رہ سکتے تھے۔ قرآنِ پاک نے اللہ تعالیٰ کو

اِنَّ اللّٰهَ غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ

کی صفت رکھنے والا قرار دیا ہے۔

شری گورو نانک جی مہاراج نے بھی اللہ تعالیٰ کو بڑا ہی رحیم۔ کریم۔ بخشنہار اور توبہ کو قبول کرنے والا۔ اپنے بندوں کے پاپوں سے درگذر کرنے والا قرار دیا ہے جیسا کہ آپ کے یہ مبارک کتھن سری گورو گرنتھ صاحب میں موجود ہیں:-

آپ کرے سچ الکھ اپار
ہوؤ پاپی تو بخشنہار
(آسا محلہ ۱ صفحہ ۳۵۶)

سربی رنگی روپی تو ہے
تس بخشے جس ندر کرے
(آسا محلہ ۱ صفحہ ۳۵۵)

یعنی ہے پربھو جی! تم بے شمار صفات کے حامل ہو جس پر تم مہربانی کی نگاہ کرتے ہو اس کے گناہوں کو بخش دیتے ہو۔

آخر پر ہم شری مرزا غلام احمد جی مہاراج قادیانی کا ایک انمول اقتباس درج کر کے کہ سری گورو نانک جی مہاراج خدا تعالیٰ کی وحدانیت کے دلدادہ۔ پرستار اور پرچارک تھے، اپنے مضمون کو بخوفِ طوالت یہیں پر ختم کرتے ہیں۔ آپؑ کے اقتباس کے الفاظ حسبِ ذیل ہیں:-

"باوا صاحب کا کلام ایسے شخص کا کلام معلوم ہوتا ہے جس کے دل پر درحقیقت خدا تعالیٰ کی محبت اور عشق نے غلبہ کیا ہوا ہے۔ اور ہر ایک شعر توحید کی خوشبو سے بھرا ہوا معلوم ہوتا ہے۔ ...... باوا صاحب کے کلام پر نگاہ کرکے یقین کیا جاتا ہے کہ اس شخص کا دل الفاظ کے خشک بیان کو طے کر کے نہایت گہرے دریائے محبتِ الٰہی میں غوطہ زن ہے۔"
(ست بچن صفحہ ۱۱۷، ۱۱۸)

ایسے خدا کو پیش کرنے کے بعد سکھ دھرم اور اسلام کسی فرد کو یہ اجازت نہیں دیتا کہ وہ اللہ تعالیٰ کی مقدس ذات کے علاوہ کسی دیگر مخلوق کی پرستش کرنے میں اپنا وقت ضائع کرے۔ شری گورو نانک جی

کا فرمان ہے کہ

کوئی پوجے چندر سورج کوئی دھرت آکاس مناوے
بھوگٹ دھرمی بھرم بھلاوے
(دوار ماحلہ اپورنی ۱۸)

یعنی جو لوگ سورج اور چاند کی پرستش کرتے ہیں یا زمین و آسمان کے پوجاری ہیں وہ بیکار اپنا وقت ضائع کر رہے ہیں۔

قرآن حکیم نے اللہ تعالیٰ کے سوا دیگر مخلوق کی پرستش سے سختی کے ساتھ منع کیا ہے۔ اسی بارہ میں قرآن پاک یہ تعلیم پیش کرتا ہے۔

ومن اٰیٰتہ اللیل والنہار والشمس والقمر لا تسجدوا للشمس ولا للقمر واسجدوا للہ الذی خلقہن ان کنتم ایاہ تعبدون

یعنی اس کے نشانوں میں سے رات بھی ہے اور دن بھی۔ نیز سورج بھی ہے اور قمر بھی۔ تم سورج کی پرستش بھی نہ کرو اور نہ چاند کی پوجا کرو۔ بلکہ صرف اور صرف خدائے واحد کی ہی پرستش کرتے رہو۔ جس نے ان دونوں کو پیدا کیا ہے اگر تم سچے موحد ہو۔

آخر پر دعا ہے کہ خدا تعالیٰ محض اپنے فضل سے ہم سب کو اس کی توحید کے پرستار بننے کی توفیق عطا فرماوے۔ ہم اور ہم حقیقی معنوں میں خدا تعالیٰ کی توحید اور وحدانیت کا اقرار نہ صرف زبانی ہی اپنے دعووں سے پیش کرنے والے ہوں بلکہ اپنے نیک اعمال سے بھی اس بات پر مہر ثبت کریں کہ ہم خدائے واحد کی توحید کے دلدادہ اور اس کی وحدانیت کے عاشق ہیں۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے دنیا کو دوبارہ اللہ تعالیٰ کی توحید کا پیغام دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ

”اے سننے والو! اس چشمہ کی طرف دوڑو کہ وہ تمہیں سیراب کرے گا۔ یہ زندگی کا چشمہ ہے جو تمہیں بچائے گا۔ میں کیا کروں اور کس طرح اس خوشخبری کو دلوں میں بٹھادوں۔ کس دف سے میں بازاروں میں منادی کروں کہ تمہارا یہ خدا ہے تا لوگ سنیں اور کس دوا سے میں علاج کروں تا سننے کے لئے لوگوں کے کان کھلیں۔“

”خدا ایک پیارا خزانہ ہے اس کی قدر کرو کہ وہ تمہارے ہر ایک قدم میں تمہارا مددگار ہے تم بغیر اس کے کچھ بھی نہیں۔ اور نہ تمہارے اسباب اور تدبیریں کچھ چیز ہیں۔“

”اگر تم خدا کے ہو جاؤ گے تو یقیناً سمجھو کہ خدا تمہارا ہی ہے تم سوئے ہوئے ہوگے اور خدا اسے دیکھے گا اور اس کے منصوبے کو توڑے گا۔ تم ابھی نہیں جانتے کہ تمہارے خدا میں کیا کیا قدرتیں ہیں۔“

”کیا ہی بدبخت وہ انسان ہے جس کو اب تک یہ پتہ نہیں کہ اس کا ایک خدا ہے جو ہر ایک چیز پر قادر ہے۔ ہمارا بہشت ہمارا خدا ہے ہماری اعلیٰ لذات ہمارے خدا میں ہیں۔ کیونکہ ہم نے اس کو دیکھا اور ہر ایک خوبصورتی اس میں پائی۔ یہ دولت لینے کے لائق ہے۔ اگرچہ جان دینے سے ملے اور یہ لعل خریدنے کے لائق ہے۔ اگرچہ تمام وجود کھونے سے حاصل ہو۔“

(اقتباسات از کشتی نوح)

خدا کرے کہ دنیا کے تمام انسان خدا کی محبت کو پالیں اور اسکے عشق میں محو ہو کر ابدی زندگی کے وارث بن جائیں۔ آمین۔

اداریہ —— بقیہ صفحہ ۲

سائینسی ترقیات سے آج دنیا جس قدر جسمانی طور پر قریب سے قریب تر آتی جا رہی ہے اُسی قدر دلوں میں بُعد اور دُوری پیدا ہو رہی ہے۔ آج جہاں سچا دوست ملنا نہایت مشکل ہے وہاں سچے دوست کی قدر بھی نہیں کی جاتی۔ یہ روحانی وجودوں کی پاکیزہ زندگیاں ہی ہیں جہاں یہ قابلِ قدر جنس نمایاں طور پر نظر آتی ہے۔ چنانچہ دیکھیئے حضرت بابا نانک شیخ فرید کو ملتے وقت کس محبت اور الفت سے بغلگیر ہوتے ہیں اور اپنے پریم بھرے خیالات کا اظہار کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

آؤ بہنیں گل میلہ اتک سہیلڑیا
مل کر کرے کہانیاں سمرتھ کنت کیاہ
ساچے صاحب سب گُن اوگن سب اساہ

حضرت بابا صاحب شیخ فرید کو بہنیں کہہ کر پکارتے ہیں اور کہتے ہیں کہ آؤ ہم سب مل کر خدا کی حمد و ثنا کے گیت گائیں اس لئے کہ سب صفات اُس سچے خدا میں ہی ہیں۔ سب قسم کی خامیاں اور نقص ہمارے اندر موجود ہیں۔ یہ ہے سچے دوست کا اپنا نمونہ اور سچے دوست کی قدر و منزلت کی بلند شان!!

حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کا تذکرہ نامکمل رہے گا اگر ہم اس جگہ آپ کے اُس قیمتی تبرک کا ذکر نہ کریں جو چولہ بابا نانک سے موسوم ہے اور اب بھی بمقام ڈیرہ بابا نانک کابلی مل کی اولاد میں بیدی خاندان کے پاس عزت و احترام کے ساتھ اپنی اصلی صورت میں موجود ہے۔ یہ چولہ حضرت بابا صاحب کو خدا تعالیٰ کی طرف سے ایک آسمانی خلعت ملا۔ جس پر جابجا قرآن شریف کی آیات اور ایسے کلمات مرقوم ہیں جن سے خدا کی معرفت حاصل ہوتی ہے۔ ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں ہر سال ۲۱۔۲۲۔۲۳ پھاگن کو چولہ صاحب کے نام پر ایک عظیم الشان میلہ لگتا ہے۔ اور دور دراز سے عقیدتمند مرد۔ عورتیں، بچے، بوڑھے اس میں شریک ہوتے ہیں اور مقدس چولے کے درشن کرتے ہیں۔ ہر سال مقررہ تاریخوں پر جاری سنگت شدید تعداد میں ہوتی قادیان سے گذرتی ہم اب بھی مشاہدہ کرتے ہیں۔

الغرض بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی شخصیت میں اہلِ ہند کو بہت سے نیک سبق ملتے ہیں۔ اور انسانیت۔ اخلاق۔ روحانیت اور مذہب کے ہر قدردان کے لئے حضرت بابا صاحب کا وجود ایک قابل قدر نمونہ پیش کرتا ہے۔ جس طرح آپ نے صداقت و راستی کے حصول اور خدا تعالیٰ سے تعلق استوار کرنے کے لئے لمبے سفروں کی صعوبتیں اُٹھائیں بزرگوں کے مزارات پر چلہ کشی کی عرب عراق اور بخارا وغیرہ کے دور دراز اور کٹھن سفر بھی اختیار کئے۔ آج مادی دُنیا میں کون ہے جو خدا تعالیٰ اور مذہب کی خاطر ایسی قربانی کر سکے۔

آپ کا حق و صداقت کے اظہار اور حق کی تبلیغ کے لئے چولہ صاحب کو زیب تن کر کے ادھر اُدھر گھومنا بتاتا ہے کہ آپ سچے اصولوں کو بیان کرنے میں کیسے دلیر اور نڈر تھے۔ آپ نے اپنے ساتھ بھائی بالا اور بھائی مردانہ کو مستقل طور پر وابستہ کر کے ہندو مسلم اتحاد کا ایک نہایت عمدہ ثبوت دیا۔ اور اپنے عمل سے یہ ظاہر کر دیا کہ جس طرح خدا تعالیٰ کے نزدیک اُس کی سب مخلوق برابر ہے۔ اور وہ ان سب سے محبت اور شفقت کا برتاؤ کرتا ہے۔ اسی طرح اس کے پیاروں کے نزدیک بھی سب مخلوق خواہ ہندو ہو یا مسلمان سکھ ہو یا عیسائی برابر ہیں۔ اس بات کی بڑی ضرورت ہے کہ اہل ہند حضرت بابا صاحب کے اس قابل قدر نمونہ کی تقلید کریں۔ اس سے ملک میں اچھی محبت اور پیار اور اخوت کی سچی روح پیدا ہو سکتی ہے تا ہمارا ملک ترقی اور بلندی کی طرف تیزی سے بڑھتا چلا جائے۔ اور یہی وہ حقیقی یادگار ہے جو قابل احترام بزرگوں کی برسی مناتے ہوئے ہم دلوں میں قائم کر سکتے ہیں۔ خدا کرے کہ [illegible] بابا جی علیہ الرحمۃ کے نیک نمونہ اور آپ کی تعلیمات سے فائدہ اٹھائیں۔

فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ

نظارت ہذا بڑی معذرت کے ساتھ تحریر کر رہی ہے کہ باوجود کوشش کے فضل عمر فاؤنڈیشن فنڈ کا حساب مکمل نہیں ہو سکا۔ اس لئے آپ کی جماعت میں جن احباب نے اس مبارک تحریک میں حصہ لیا تھا ان کی اسم وار فہرست اور رقم کی ادائیگی کی تفصیل اور کوپن نمبر نظارت ہذا میں بھجوا کر ممنون فرماویں۔

کیونکہ جلسہ سالانہ پر ان احباب کے نام کی فہرست حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے جنہوں نے سو فیصدی ادائیگی کر دی ہے۔ از راہ کرم خاص توجہ دیتے ہوئے یہ رپورٹ خط ملنے کے بعد دو تین روز کے اندر اندر بھجوا کر ممنون فرماویں ایسا نہ ہو کہ آپ کی عدم توجہ کی وجہ سے کسی ایسے دوست کا نام پیش ہونے سے رہ جائے ۴۲

۴۳ - جنہوں نے سو فیصدی ادائیگی کر دی ہو۔
یہی فہرست بعد میں ایک کتابچہ کی صورت میں نظارت کی طرف سے شائع کی جائے گی۔

ناظر بیت المال قادیان

مظفرپور میں سکھوں کا ایک تاریخی اجتماع

احمدی احباب کی شمولیت اور پُر مغز تقاریر

وزیر اعلیٰ پنجاب اور دوسرے سکھ معززین کی شرکت

۲۴ رتا ۲۶ راکتوبر) مظفرپور میں سکھ دوستوں کا گورو نانک کی پانصد سالہ برسی کے سلسلہ میں ایک عظیم الشان اور پُروقار اجتماع منعقد ہوا۔ جسے ہندو مسلم سکھ اتحاد کا مرقع کہنا چاہیئے۔ پچیس تیس ہزار سکھ دوستوں کے علاوہ ہندو مسلم بھی کثیر تعداد میں شریک ہوئے تین دن تک لنگر کھلا رہا جہاں بلا تفریق مذہب وملت اور مقامی اور غیر مقامی احترام کے ساتھ سب کو کھانا کھلایا جاتا رہا۔ جائے اجتماع ضلع سکول مظفرپور کے وسیع میدان کو تزئین و آرائش کے سامان سے خوب مزین کیا گیا۔ اور شہر کے مختلف مقامات پر بڑے جاذب نظر گیٹ نصب کئے گئے۔ تقاریر اور مشاعروں میں بھی سکھ مسلم اور ہندو دوستوں کو موقعہ دیا گیا۔

ایک روزہ اردو مشاعرہ کی مجلس ہوئی جس کی سرپرستی مکرم ومحترم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مظفرپور نے فرمائی۔ مقامی شعراء کے علاوہ بہار کے مختلف مقامات یعنی دہلی پٹنہ تک کے شعراء نے شرکت کی۔ صدارت کے فرائض ڈاکٹر ظفر حمیدی مقامی نامور شاعر نے ادا کئے۔ اسی طرح پنجابی اور ہندی کوی دربار بھی ہوا۔

تقاریر کے پروگرام میں بھی ہندو سکھ اور مسلمان مقررین نے حصہ لیا مسلمانوں کی جانب سے جماعت احمدیہ کے مقررین ہی تھے۔ چنانچہ مکرم ڈاکٹر سید اختر احمد صاحب "اورینوی" ہیڈ آف ڈیپارٹمنٹ اردو پٹنہ یونیورسٹی اور خاکسار نے نمائندگی کی۔ ہم لوگوں نے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی زندگی کے چیدہ چیدہ حالات پیش کرتے ہوئے آپ کی تعلیم وحدانیت اور ہندو مسلم اتحاد کو پیش کیا۔ اور مسلمانوں کے ساتھ آپ کے گہرے تعلقات پر روشنی ڈالی اور بتایا کہ آپ عارف باللہ اور توحید پرست اور ولی اللہ تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ قرآن کریم کی آیات اور مقدس بانی سلسلہ عالیہ [illegible] کی تحریرات سے آپ کے نیک کل عقیدہ کی وضاحت کی۔ محترم ڈاکٹر صاحب موصوف کی ایک تقریر اور خاکسار کی تین تقاریر اس موقعہ پر ہوئیں۔ علاوہ ازیں مکرم ڈاکٹر سید منصور احمد صاحب صدر جماعت احمدیہ مظفرپور کی ایک تقریر ۱۹ راکتوبر کو بھی سکھوں اور مارواڑیوں کے ایک اجتماع میں اسی موضوع پر ہوئی۔ جماعت احمدیہ کے مقررین کی تقاریر کو بہت زیادہ پسند کیا گیا۔ اسی قسم کے اجتماع رانچی جمشید پور اور آرہ میں بھی ہو رہے ہیں۔ خاکسار کی تقاریر سے متاثر ہو کر وہاں کے سکھ عہدیداروں نے اس موقعہ پر تحریری دعوت نامے بھی خاکسار کو دے دیئے ہیں۔ اور پوسٹروں میں نام بھی شائع کر رہے ہیں یہ تقاریب نومبر کے آخری عشرہ میں منعقد ہو رہے ہیں۔

سردار گورنام سنگھ صاحب۔ وزیر اعلیٰ پنجاب اس تقریب کے خصوصی مہمان تھے۔ آپ ۲۵ راکتوبر صبح گیارہ بجے تشریف لائے۔ بوجہ مصروفیت کے شام کو ہی واپس تشریف لے گئے۔ موصوف نے ایک بسیط اور سلجھی ہوئی تقریر سے نوازا جس میں ہندو مسلم سکھ اتحاد پر زور دیا گیا۔ حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کی تعلیم توحید و اتحاد کو پیش کیا۔ پنجاب کی موجودہ سیاست اور گوردوارہ پربندھ کمیٹی کے صدر [illegible]

بھیرومان صاحب کے بھرت پر روشنی ڈالی۔ اور فرمایا کہ آج ہمارے ملک کو اتحاد کی بڑی ضرورت ہے اور اس سلسلہ میں اکثریت کو فراخ دلی سے کام لینا چاہیئے۔ پانچ بجے شام آپ کی ایک تقریر مظفرپور

کلب میں بھی اسی موضوع پر ہوئی۔ اس موقعہ سے فائدہ اٹھاتے ہوئے خاکسار نے موصوف کی خدمت میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ایک تصنیف لطیف "اسلامی اصول کی فلاسفی" گورمکھی ایڈیشن کا مقدس تحفہ پیش کیا۔ جو موصوف نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔ اس اجتماع میں دور دراز علاقوں سے شریک ہونے والے متعدد سکھ معززین کی خدمت میں بھی جماعت احمدیہ کا گورمکھی زبان میں شائع شدہ لٹریچر پیش کیا گیا۔ خدا تعالیٰ اسکے شیریں نتائج پیدا کرے۔ اور سعید روحوں کو اس آواز پر توجہ کرنے کی توفیق دے جو پنجاب ہندوستان سے بلند ہوئی۔ اور سبھی اقوام کے لئے اتحاد کا پیغام رکھتی ہے۔ آمین۔

خاکسار

عبدالحق فضل مبلغ انچارج صوبہ بہار

بابا نانک رح

نتیجۂ فکر جناب شیخ روشن دین صاحب تنویر بی۔ اے ایل ایل۔ بی ربوہ

محبت کی بُو تھی نہ شفقت کا رنگ — ہر اک محلہ تھا میدانِ جنگ
وہ شیخ و برہمن کی آویزشیں!
جبینیں تو لڑتیں اور مریں تو لڑیں
یہی تھی فقط سندھیا اور نماز — کریں دست اک دوسرے پر دراز
لڑائی کے گھر تھے پوتر مقام
جگن ناتھ ہو یا کہ بیت الحرام
تھا پانی پہ جھگڑا ہوا پر فساد! — بتوں پر فساد اور خدا پر فساد
خدا سے نہ یہ ظلم دیکھا گیا
تو اک مرد درویش پیدا کیا
چلا عشق کا گیت گاتا ہوا — رباب محبت بجاتا ہوا؛
مذاہب کا جھگڑا چکاتا ہوا!
عداوت کے شعلے بجھاتا ہوا
بگڑتی ہوئی کو بناتا ہوا! — محبت کی نہریں بہاتا ہوا
جدائی کے دھبے مٹاتا ہوا
بچھڑتے ہوؤں کو ملاتا ہوا
لبھاتا ہے پھر سا نانک مجھے — پھر آتی ہے آواز نانک مجھے
کہ شیخ حرم سے حرم چھین لو
برہمن سے بیت الصنم چھین لو

درخواست دعا

مکرم شاہ جلال الدین صاحب پریذیڈنٹ جماعت احمدیہ لبسنہ (ضلع رائے پور) نے امسال ایک چھوٹا سا ڈیری فارم کھولا ہے اس میں خیر و برکت اور دینی دینوی ترقیات کے حصول کے لئے دعا کی درخواست کرتے ہیں۔

خاکسار شبیر احمد ناصر مدرس مدرسہ احمدیہ

شری گورو نانک رح کی پانچ صد سالہ برسی
اور
سکھ بھائیوں سے چند گذارشات

از مکرم مولوی شریف احمد صاحب امینی فاضل انچارج احمدیہ مسلم مشن کلکتہ

حضرت بابا نانک اور جماعت احمدیہ

ہمارے سکھ بھائی اس ماہ نومبر میں شری گورو نانک رحمۃ اللہ علیہ کی پانچ سو سالہ برسی منا رہے ہیں کیونکہ حضرت بابا نانک نومبر ۱۴۶۹ء کو تلونڈی ضلع گوجرانوالہ میں پیدا ہوئے تھے۔ اور اب ان کی پیدائش پر پانچ سو برس گزر رہے ہیں۔ اس موقع پر سکھ بھائیوں کی طرف سے مذہبی تقاریب اور دھارمک دیوان منعقد ہوں گے۔

ہم افراد جماعت احمدیہ ان کی ان خوشیوں میں دل کی گہرائیوں سے شریک ہیں اس لئے کہ ہم صدق دل سے حضرت بابا نانک رحمۃ اللہ علیہ کو ایک ولی اللہ اور صاحب الہامات و کرامات مانتے ہیں۔ چنانچہ بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام فرماتے ہیں:-

(ا) "اس میں شک نہیں ہو سکتا کہ بابا نانک ایک نیک اور برگزیدہ انسان تھا اور ان لوگوں میں سے تھا جن کو خدائے عزّ و جل اپنی محبت کا شربت پلاتا ہے"

(پیغام صلح ص۲۷)

(ب) بود نانک عارف و مرد خدا
رازہائے معرفت را راہ کشا

(ست بچن)

(ج) یقیں ہے کہ نانک تھا ملہم ضرور

(ست بچن)

پس جماعت احمدیہ کے قلوب گورو بابا نانک رح کی محبت اور عزت سے معمور ہیں۔ اور آپ کی عزت کرنے کو اپنا مذہبی فرض سمجھتے ہیں۔ اور اس کا اعتراف خود ہمارے سکھ بھائیوں کو بھی ہے۔ چنانچہ

(ا) ایک سکھ عالم کا قول ہے

"مسلمان اور خاص کر احمدی مسلمان گورو نانک کو کامل مرشد مانتے ہیں"

(سنت سپاہی ۱۹۵۱ء)

(ب) "احمدی فرقہ وہ مسلمان ہیں جن کا مرکز قادیان ہے۔ یہ مسلمان جہاں حضرت محمد صاحب اور قرآن کریم کی تعلیم کو مانتے وہاں دوسرے مذاہب اور فرقوں کے بندوں کو بھی خدا کا ہی روپ سمجھتے ہیں اور ان کے مذہبی رہنماؤں کی عزت کرتے ہیں۔ ان میں گورو نانک صاحب اور گورو گرنتھ صاحب کی بھی بڑی عزت ہے"

(قومی سندیش)

(ج) اسی طرح بھائی موہن سنگھ صاحب وید ترنتارن نے

"آج سے قریباً ۷۰ سال بیشتر حضرت مرزا صاحب بانی سلسلہ احمدیہ کی کتاب "ست بچن" کے متعلق اپنے خیالات یوں ظاہر کئے تھے:-

"مرزا صاحب قادیانی نے ایک "ست بچن" بھی پچھلے دنوں بنائی تھی جس میں انہوں نے شری گورو نانک صاحب کو پیروں میں سے پیر اور اولیاؤں میں سے اولیاء ..... بنا کر تعریف کی تھی"

(من مت پرہار ص۴۴)

برسی منانے کی روحانی و مذہبی غرض

زندہ قومیں ہمیشہ اپنے اسلاف اور بزرگوں کو یاد رکھتی ہیں اور ان کے کارناموں اور پاکیزہ تعلیمات کو آنے والی نسلوں کے سامنے اس لئے پیش کرتی رہتی ہیں تاکہ آنے والے لوگ ان بزرگوں کے نقش قدم پر چل کر اپنے اندر روحانی و اخلاقی تبدیلی و پاکیزگی پیدا کریں۔ چنانچہ گوربانی میں آتا ہے

بابانیاں کہانیاں پت سپت کریں

(وار رام کلی محلہ ۳)

یعنی اچھی نسلیں اپنے آباؤ اجداد کی تاریخ کو دوہراتی رہتی ہیں۔

نیز اس لئے بھی کہ جب تک کوئی سچا مرید اور پیروکار اپنے پیشوا کی سچے طور پر اطاعت اور فرمانبرداری نہ کرے اسے خدا تعالیٰ کی محبت اور رضا حاصل نہیں ہو سکتی۔ چنانچہ گوربانی بھی کہتی ہے:-

(ا) بن ستگور کنے نہ پائیو
بن ستگور کنے نہ پایا

(گورو گرنتھ - وار آسا)

(ب) سچ بن ست سنتوکھ نہ پاوے
بن گر مکت نہ آوے جاوے
گر بن موکھ مکت کیوں پائے
بن گر رام نام کیوں دھیائے

(ماروہ محلہ ۱)

پس جو کوئی سچے دل سے اپنے گورو اور پیشوا کی اطاعت کر کے اس کی تعلیمات پر عمل کرتا ہے وہ خدا تعالیٰ کی محبت کو حاصل کر لیتا ہے۔ جیسا کہ گوربانی میں بھی آیا ہے ؎

آپ سواریں میں ملاں میں ملیاں سکھ ہود
فریدا جے توں میرا ہو رہیں سب جگ تیرا ہو

شری گورو نانک رح اور مسلمان

شری گورو نانک کے پوتر جیون کا ایک روشن پہلو جو ہمیں نظر آتا ہے وہ یہ ہے کہ آپ بچپن سے لے کر وفات تک مسلمانوں کے اندر رہے۔ ان سے محبت کی۔ ان کی محبت کو پایا۔ اور اسلام اور بانی اسلام صلے اللہ علیہ وسلم کا عشق و محبت آپ رح کے دل میں تھا۔ مسلمانوں کے مذہبی مقدس مقامات کی زیارت کی۔ مسلمان بزرگوں سے اخلاص و عقیدت سے ملے اور اپنی امن پسندانہ اور صلح جو طبیعت سے مسلمانوں کو اپنا گرویدہ بنا لیا۔ چنانچہ اتہاس کے مطالعہ سے مندرجہ ذیل دس حقائق روز روشن کی طرح عیاں نظر آتے ہیں:-

۱- حضرت بابا نانک رح تلونڈی میں پیدا ہوئے۔ وہاں کا جاگیردار رائے بولار ایک بھٹی راجپوت مسلمان تھا۔ بابا صاحب کے والد مہتہ کالوجی اسی کے گماشتے اور زمین کے منتظم تھے۔ رائے بولار نے بابا جی کے بچپن میں ہی آپ کی پیشانی میں خدائی نور دیکھا۔ اس لئے وہ ہمیشہ آپ سے دلی محبت اور احترام سے پیش آتا اور آپ کے والد مہتہ کالوجی کو بھی ان سے شفقت کا برتاؤ کرنے کی تلقین کرتا۔

۲- بابا جی دور دراز کے سفروں سے واپس تلونڈی آتے تو رائے بولار آپ کی خدمت کرتا ایک مرتبہ جب آپ تلونڈی آئے تو پانی کی قلت کا ذکر کیا۔ رائے بولار نے اسی وقت "نانک سر" تالاب بنوا دیا۔ یہ تالاب بال لیلا گوردوارے کے ساتھ ملحق اب بھی ننکانہ صاحب میں موجود ہے۔ نیز تاریخ بتاتی ہے کہ رائے بولار نے تلونڈی کی بہت سی زمین بھی بابا جی کی نذر کر دی گویا گورو بابا نانک رح کا پہلا مرید اور سکھ تو رائے بولار مسلمان ہی تھا۔

۳- پھر جب رائے بولار نے مہتہ کالوجی کی طبیعت کو دیکھتے ہوئے گورو نانک کو سلطان پور ان کے بہنوئی جے رام داس کے پاس بھجوا دیا اور ساتھ ہی لکھ دیا کہ یہ نانک خدا کا پیارا ہے اس کا خیال رکھنا تو سلطان پور کے مسلمان نواب دولت خان لودھی نے انہیں اپنی ملازمت میں لے کر مودی خانہ کا انچارج بنا دیا۔ نواب دولت خان لودھی بھی آپ سے رائے بولار کی طرح ہی محبت و عقیدت رکھتا تھا۔ بھائی گورداس جی خود کہتے ہیں ؎

دولت خاں لودھی بھلا ہوا
اجند پیر ابناسی

کہ دولت خاں لودھی بہت ہی بھلا آدمی گذرا ہے۔ وہ زندہ پیر اور غیر فانی ہے

گویا دولت خاں لودھی گورو جی کا دوسرا مرید اور دوسرا سکھ تھا اور یہ بھی مسلمان تھا

۴- بابا نانک رح کی شادی کے موقعہ پر رائے بولار اور دولت خاں لودھی نے دونوں نے ہی روپیہ پیسہ اور سامان سے مدد دی۔ اور شادی کی خوشیوں کو دوبالا کر دیا۔ اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ ان دونوں نوابوں کے دل میں گورو جی کی کتنی محبت و عقیدت تھی!

۵- جب شہنشاہ بابر نے ایمن آباد (سیدپور) پر حملہ کر کے اُسے فتح کر لیا۔ تو اس کے سپاہی گورو نانک رح کو بھی پکڑ کر بادشاہ کے حضور لے گئے۔ بابر آپ کے روشن چہرہ کو دیکھ کر متاثر ہوا۔ اور آپ سے کہا کہ آپ جو چاہیں مجھ سے مانگیں۔ مگر آپ نے جواب دیا ؎

ایمان دیا اک خدائے
جس کا دیا ہر کوئی کھائے
بندے کی جو لیوے اوٹ
دین دُنی میں تاکو ٹوٹ
کہہ نانک سن بابر میر
تجھ سے مانگے سو احمق فقیر

تب بابا جی نے صرف ایک خواہش کی کہ ایمن آباد کے قیدیوں کو چھوڑ دیا جائے۔ بابر بادشاہ نے فوراً قیدی رہا کر دیئے اور اقرار کیا کہ میں انصاف و عدل کروں گا۔ آپ کی گدی کی ہمیشہ عزت کرتا رہوں گا۔"

(ملخص اتہاس سکھ گورو صاحبان ص۹۵)

گویا بادشاہ بابر بھی آپ کے عقیدت مند ہوئے

میں شامل ہو گیا۔

۶- بابا نانک رح کے سفر و حضر میں ساتھ رہنے والا آپ کا بچپن کا ساتھی بھائی مردانہ بھی مسلمان ہی تھا۔ بھائی گورداس جی لکھتے ہیں:-

(الف) اِک بابا رباب بجائیدا مجلس مردانہ میراسی
(ب) بابا گیا بغداد نوں باہر جائے کیا استھانا
اِک بابا اکال روپ دوجا ربابی مردانہ
(وار ۱ پوڑی ۳۵)

اور بھائی مردانہ کا آپ کے ہمراہ سفر میں ہی انتقال ہو گیا اور اس طرح اُس نے حقِ رفاقت وارادت ادا کر دیا۔ آپ نے اپنے ہاتھوں سے اپنے جیون ساتھی کو دفن کیا۔
(تواریخ گورو خالصہ اردو صفحہ ۱۵)

پس آپ کا ہمسفر مرید بھی مسلمان ہی تھا۔

۷- حضرت بابا جی کی زندگی میں آپ کی ملاقات مختلف مسلمان بزرگوں اور پیروں سے ہوئی جن میں پیر جلال میاں مٹھا۔ پیر عبد الرحمٰن صاحب شاہ شرف۔ بابا بدھن شاہ۔ سید حسن تلونڈی۔ ولی قندھاری ملتان کے بزرگ اور شیخ فرید ثانی (جن کو سکھ اتہاس میں شیخ براہم کہا جاتا ہے) اور بغداد کے پیر شیخ مراد کا ذکر نمایاں طور پر آتا ہے۔

اتہاس بتاتا ہے کہ ایک دفعہ بابا نانک صاحب نے شیخ فرید صاحب کے گلے مل کر شبد پڑھا سے

آؤ سجن گل لگ انک سہیلڑیا
مل کر کرے کہانیاں سمرتھ کنت کیاہ
سانچے صاحب سبھ گن اوگن سبھ اساہ
(پوراتن جنم ساکھی صفحہ ۸۷)

یہ کیسا محبت انگیز نظارہ ہے کہ بابا صاحب ایک مسلمان کو سجن کہہ کر اور اسکے گلے مل کر ایک میٹھی باتیں کہہ رہے ہیں۔ اس سے پتہ چلتا ہے کہ جناب بابا صاحب مسلمانوں کے ساتھ پیار اور محبت کرنے میں لطف اور سرور حاصل کرتے تھے۔

اسی طرح جب بغداد میں آپ پیر فقیر مراد سے ملے۔ تو اُن کی محبت و عقیدت میں محو ہو گئے۔ اور فرمایا سے

مِن دیا گورا پیرے۔ بابا نرٹل نانک
(گورو گرنتھ رام کلی محلہ ۱)

یہی وجہ ہے کہ ایک ودوان نے لکھا ہے:-

"میں سمجھتا ہوں کہ گورو صاحب کا مذہب ملاپ اور ایکتا کا مذہب تھا۔ اس لئے انہوں نے اسلام کی تعلیم میں وہ کچھ دیکھا جو دوسرے مذہبوں کو بہت کم دکھائی دیتا تھا۔ گورو صاحب اور مسلمانوں سے ملاپ میں لطف آتا تھا۔ شیخ فرید سے بڑا گورو صاحب کے ساتھ مل کر لوگوں کو اللہ کا راستہ بتاتا رہا۔"
(موجی ۸ ر جنوری ۱۹۳۹ء)

۸- حضرت بابا گورو نانک رح مسلمانوں کے مختلف مقدس مقامات کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے۔ اور بعض مقامات پر چلہ کشی اور ریاضت بھی کی۔ یہاں تک کہ مدینہ اور مکہ بھی تشریف لے گئے اور حج کرنے کی سعادت حاصل کی۔ بھائی گورداس جی فرماتے ہیں سے

بابا پھر مکّے گیا نیل بستر دھارے بنواری
عصا ہتھ کتاب کچھ کوزہ بانگ مصلّیٰ دھاری
بیٹھا جائے مسیت وچ جتھے حاجی حج گذاری
(وارن بھائی گورداس ۱ پوڑی ۳۲)

۹- بابا گورو نانک رح کی بانیوں میں قرآنی تعلیمات کی جھلک نظر آتی ہے۔ جن سے معلوم ہوتا ہے کہ آپ موحد تھے اور وحدانیت کی ہی تعلیم دیتے تھے۔ جیسا کہ فرمایا:-

(الف) ایکو سمرو نانکا جو جل تھل رہیا سمائے
دوجا کاہے سمریئے جو جمے تے مر جائے
(گرنتھ صاحب محلہ ۱)

(ب) ایکو کرتا جس جگ کیتا
(محلہ ۱)

اسی وحدانیت کے نتیجہ میں آپ کو مساواتِ انسانی نظر آئی۔ جو اسلامی تعلیمات کا طرّہ امتیاز ہے۔ چنانچہ فرمایا:-

(ا) اول اللہ نور اپایا قدرت کے سب بندے
اِک نور تے سب جگ اپجیا کون بھلے کون مندے
(ب) ایکس پتا ایکس کے ہم بارک
(ج) ذات پات نہ پوچھئے تو
شبد کو پوچھے سو ہے نانک
(گرنتھ صاحب)

پھر آپ کی پاکیزہ سیرت میں ہم کو یہ نظر آتا ہے۔ کہ آپ عشقِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم سے سرشار رکھتے۔ چنانچہ فرمایا سے

(ا) کل صلاحت محمدی مکھ تے آکھو نت
نانک بندہ ہو رہا سب مترا ان پرت
(ب) م محمد من توں من کتاباں چار
من خدائے رسول نوں سچا ای دربار
(جنم ساکھی سری گورو نانک دیو جی صفحہ ۲۴۷)
(ج) پیر پیغمبر سالک صادق شہدے اور شہید
شیخ مشائخ قاضی ملاں درویش رشید
برکت تِنھ اگلی پڑھدے رہن درود
(د) ڈٹھا نور محمدی ڈٹھا نبی رسول
نانک قدرت دیکھ کر خودی گئی سب بھول
(جنم ساکھی بھائی بالا صفحہ ۱۴۱)

ان شبدوں سے ظاہر ہے کہ بابا نانک رح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عشق و محبت رکھتے تھے۔ اور درود شریف پڑھنا روحانی برکات کا موجب سمجھتے تھے

۱۰- گورو جی کی وفات کے بعد جو یادگاریں آپ کی آج محفوظ ہیں۔ اُن میں سے دو قابلِ ذکر ہیں

اوّل قرآن مجید۔ جو کہ مدینہ کے سفروں میں آپ کے ساتھ رہا اور اب گورو ہرسہائے ضلع فیروز پور کے گوردوارہ میں موجود ہے جس کے متعلق آپ نے فرمایا سے

"کل پروان کتیب قرآن"
(گرنتھ محلہ ۱)

کہ اس کل جگ میں کام کرنے والی کتاب قرآن ہی ہے۔

دوم۔ آپ کا چولہ جو بغداد کے سفر میں آپ کو ملا جس پر قرآنی آیات مرقوم ہیں اور یہ چولہ ڈیرہ بابا نانک ضلع گورداسپور میں کابلی مل کے خاندان میں محفوظ ہے جس کے متعلق آپ نے فرمایا سے

ڈھاڈی سچے محل خصم بلایا
سچی صفت صلاح کپڑا پایا
(گرنتھ صاحب راگ ماجھ محلہ نمبر ا صفحہ ۱۲۰)

خدا تعالیٰ کی سچے رنگ میں تعریف کرنے والے (بابا نانک) کو خدا تعالیٰ نے بنا کر یہ خلعت آپ کو عطا کی

حرفِ آخر

بعض تاریخی اتہاس جو میں نے مندرجہ بالا پیش کئے ہیں میرا ان کے پیش کرنے سے صرف یہ مقصد ہے کہ ہم سب حضرت بابا نانک رح کی برسی مناتے وقت ان امور کو مدِ نظر رکھیں اور سکھوں اور مسلمانوں کے تعلقات کو خوشگوار بنائیں۔ ہمارے دلوں میں ایک دوسرے سے محبت اور ہمدردی کا جذبہ ہو۔ ایک دوسرے کے مقدس استھانوں مقدس کتابوں اور مقدس بزرگوں اور پیشواؤں کی عزت و احترام ہو۔ تبھی باہمی طور پر اتحاد و اتفاق ہو سکتا ہے۔ اسی اتحاد و اتفاق کی اہمیت کو حضرت بابا نانک رح نے کتنے پیارے الفاظ میں ادا فرمایا ہے سے

سبھنے کی جہاں ہرن نہ ساکوں نانک پرے پریا
(گوجری محلہ)

کہ اتحاد و اتفاق اتنی بلند و اہم چیز ہے کہ میں اس کی تعریف نہیں کر سکتا۔

نیز فرمایا سے

دعات بلے بھن دعات کو۔ لوگوں کو دعا دے

کہ محبت سے محبت پیدا ہوتی ہے محبت کسی کی خوبیوں کو دیکھ کر اور اپنا کر ہوتی ہے۔ اسلئے فرمایا سے

سانجھ کریجے گناں کیری چھوڑ اوگن چلیے
(سوہی محلہ ۱)

کہ تمہیں چاہیئے کہ دوسروں کی اچھی صفات کو مدِ نظر رکھ کر اتحاد قائم کرو۔ اور اُس کی برائیوں کی طرف نظر نہ ڈالو۔

پس مسلمانوں اور سکھوں پر فرض ہے کہ وہ اس خوشی اور عقیدت کے موقعہ پر شری گورو نانک جی مہاراج کی پاکیزہ تعلیمات اور امن و شانتی کے اصولوں کو مدِ نظر رکھیں گے۔ تاکہ باہمی تعلقات مضبوط اور خوشگوار ہوں۔ اور ہم اپنے خدائے واحد کی رضا کو حاصل کر سکیں۔

بقیہ صفحہ نمبر ۱۲

بقیہ صفحہ نمبر ۱۲

کیوں نہ ہو وہ کبھی ان گنہگاریوں اور غلاظتوں کے نتیجہ میں خدا تعالیٰ کے حضور سزا پانے سے بچ نہیں سکتا۔

گورو گرنتھ صاحب کے ایک مقام پر مرقوم ہے

منتھیا سُر دل پر نندہ سنیئے
منتھیا ہست پر دَرب کو ہِرہے
منتھیا نیتر پیکھت پر تریا روپا
منتھیا رسنا بھوجن ان سواد
منتھیا چرن پر بکار کو دھاوے
منتھیا من پر لوبھ لوبھاوے
منتھیا تن نہیں پر اپکارا
منتھیا باس بکت بکارا
بن بوجھے منتھیا سب بھئے
سپھل دیہ نانک ہر ہر نام لئے
(گوڑی محلہ ۵ صفحہ ۲۶۹)

الغرض گورو نانک جی نے اپنے مقدس کلام میں یہ تعلیم بالتفصیل اور بالصراحت بیان کی ہے کہ ہر شخص کو اپنی زندگی با مقصد اور کامیاب بنانے کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ "نام" (حقوق اللہ) "دان" (حقوق العباد) اور اشنان (اپنی جان کے حقوق) کی طرف کما حقہ توجہ دے۔ ان کے بغیر کسی شخص کا نجات پانا اور داخلِ اللہ ہونا مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔ اور ہر شخص کو یاد رکھنا چاہیئے کہ وہ اس دنیا میں جو بھی اعمال بجا لا رہا ہے ان کے لئے وہ اپنے خالق اور مالک کے حضور جوابدہ ہے۔ چنانچہ گورو جی نے کیا ہی پیارے الفاظ میں یہ حقیقت بیان کی ہے کہ

سبھناں کا در لیکھا ہوئے
کرنی باجھوں ترے نہ کوئے

یعنی ہر شخص سے اس کے اعمال کا حساب لیا جائے گا۔ اور بغیر اعمال صالحہ کے کوئی بھی نجات نہ پا سکے گا۔

حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کی پاکیزہ سیرت اور تعلیمات

سیدنا حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی روح پرور تشریحات کی روشنی میں

از مکرم گیانی بشیر احمد صاحب ناصر بی۔ اے۔ واقف زندگی قادیان

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اہم کارناموں میں سے ایک کارنامہ یہ بھی ہے کہ آپ نے جملہ پیشوایان مذاہب کی عزت کو قائم کیا۔ اور اس طرح عالمگیر امن اور آشتی قائم کرنے کے ایسے اصول بیان فرمائے جن کی مثال فی زمانہ ملنی مشکل ہی نہیں بلکہ محال ہے۔

منجملہ دیگر پیشوایان مذاہب کے حضرت اقدس علیہ السلام نے اپنی معرکۃ الآراء تصنیفات میں متعدد مواقع پر حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کی پاکیزہ سیرت کے مختلف پہلوؤں پر بھی نہایت وضاحت و جاذبیت کے پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے۔ اور ان کی پاکیزہ تعلیمات کی تشریح و توضیح کرتے ہوئے انتہائی محبت بھرے خیالات کا اظہار فرمایا ہے۔

ایک خدا رسیدہ انسان

حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ خدا تعالیٰ کے نیک اور برگزیدہ بندوں میں سے تھے۔ اور ان لوگوں میں سے تھے جنہیں خدا تعالیٰ اپنی محبت و معرفت کا جام اپنے ہاتھوں سے پلاتا ہے۔ چنانچہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ:۔

"جس شخص کو باوا نانک صاحب کے سوانح سے اطلاع ہوگی اس کو معلوم ہوگا کہ یہ وہی مرد خدا ہے جس نے دنیا داری کے ہزاروں پردوں کو پھاڑ کر اور بے جا رسموں کی بندشوں کو توڑ کر خدا کو اختیار کیا تھا۔ اس کے کلام اور اس کے ہر ایک فقرہ سے معلوم ہوتا ہے کہ بلاشبہ وہ ان لوگوں میں سے ہے جنکو خدا اپنے ہاتھ سے صاف کرتا ہے اور جن کے دلوں کو دنیا سے بیزار کرکے اپنی طرف کھینچ لیتا ہے! اور ان کے سینوں میں وہ اپنی محبت کی آگ رکھ دیتا ہے۔۔۔۔۔۔

اصل بات یہ ہے کہ وہ زندہ خدا کا طالب تھا۔ اور زندہ مذہب کو ڈھونڈتا تھا۔ آخر خدا اس پر ظاہر ہوا اور براہ راست اس کو دکھلایا۔" (چشمہ معرفت صفحہ ۲۴۵)

توحید و صفات باریتعالیٰ کا حقیقی پرستار

حضرت بابا نانک صاحبؒ توحید باری تعالیٰ کے قائل اور اللہ تعالیٰ کی بے انتہاء قدرتوں کے ماننے والے تھے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"باوا صاحب اُس سچے خدا پر ایمان لائے جس کی بے مثل اور کامل ذات پر زمین و آسمان گواہی دے رہا ہے۔ اور نہ صرف ایمان لائے بلکہ اُس کے انوار کی برکتیں بھی حاصل کرلیں۔۔۔۔۔ باوا صاحب نے اس خدا کا دامن پکڑا جو مرنے اور جنم لینے سے پاک ہے۔"

(ست بچن صفحہ ۱۲۳ و ۱۲۴)

مشرف بارگاہ الٰہی

گورو گرنتھ صاحب میں حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کا دعویٰ مندرجہ ذیل الفاظ میں مرقوم ہے کہ

جیسی میں آوے خصم کی بانی تیسڑا کری گیان وے لالو

(تلنگ محلہ پہلا صفحہ ۷۲۲)

یعنی جس طریق سے مجھ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے کلام نازل ہوتا ہے اُسی طریق پر میں اُسے لوگوں کے سامنے بیان کر دیتا ہوں

حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کے اس مقام و دعویٰ کی تصدیق کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

بود نانک عارف و مرد خدا
رازہائے معرفت را دہ کشا

(ست بچن صفحہ ۳)

یعنی بابا نانک صاحب خدا تعالیٰ کے ایک عارف بندے تھے اور معرفت کے رازوں کو منکشف کرنے والے تھے۔ اسی طرح آپ فرماتے ہیں کہ

یقیں ہے کہ نانک تھا ملہم ضرور

(ست بچن صفحہ ۴۲)

ایک اور موقعہ پر حضور علیہ السلام تحریر فرماتے ہیں کہ:۔

"باوا صاحب اپنی جنم ساکھیوں اور گرنتھ میں کھلے کھلے طور پر الہام کا دعویٰ کرتے ہیں۔"

(پیغام صلح صفحہ ۴۱)

پھر اسی طرف اشارہ کرتے ہوئے حضور فرماتے ہیں کہ:۔

"سچ تو یہ ہے کہ باوا صاحب جیسا نمونہ دکھلانا مشکل ہے۔ وہ ان میں سے تھے جن کو خدا کا ہاتھ صاف کرتا رہا ہے۔ خدا ان کو دو سے کھینچ لایا اور پھر دور تک اُن کو آگے لے گیا۔"

(ست بچن صفحہ ۳۸)

باباجی کی تعلیمات اور انکی تشریح

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے بابا نانک علیہ الرحمۃ کی پاکیزہ سیرت کے مختلف روشن پہلوؤں کو بیان کرنے کے ساتھ ساتھ متعدد جگہوں پر حضرت بابا صاحب کی اُن پاکیزہ تعلیمات کی اپنے الفاظ میں تشریح اور وضاحت بھی فرمائی ہے جو جنم ساکھیوں اور گرنتھ صاحب میں موجود ہیں۔ ایک موقعہ پر حضور فرماتے ہیں کہ

"باوا نانک صاحب کے اشعار میں توحید الٰہی کے متعلق اور سچی وحدانیت کے بیان کرنے میں عمدہ عمدہ مضامین پائے جاتے ہیں!" (ست بچن صفحہ ۱۲۵)

چنانچہ انہی اشعار کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں کہ

"ایک شعر باوا صاحب کا ہے اور وہ یہ ہے:

"کیتیاں تیری قدرتیں کیوڈی تیری ذات
کیتی تیری بیا جنت صفت کریں دن رات"

یعنی کسقدر تیری قدرتیں ہیں اور کس قدر تیری بخشش اور عطا ہے۔ اور کس قدر تیری مخلوق اور ارواح اور اجسام ہیں جو دن رات تیری تصدیق کرتے ہیں۔"

(ست بچن صفحہ ۹۲)

"پھر باوا صاحب کا ایک شعر یہ ہے

کیتا آکھن آکھیئے آکھن توٹا نہ ہو
منگن والے کیتڑے داتا ایکو سو
جن کے جیئے پران ہیں من وسیئے سکھ ہو

یعنی کسقدر نہیں۔ کہنے کی انتہا نہیں۔ کس قدر مانگنے والے ہیں اور دینے والا ایک ہے جس نے روحوں اور جسموں کو پیدا کیا وہ دل میں آباد ہو جائے تو آرام ملے۔

(ست بچن صفحہ ۹۳)

"پھر ایک اور شبد میں باوا صاحب فرماتے ہیں:۔

آپے ساجے پوچھ نہ ڈھاوئی پوچھ دیوے لئے
اپنی قدرت آپے جانے آپے کرن کرے
سبھناں ویکھے ندر کرے جے بھاوے تیں دے

یعنی نہ پوچھ کر وہ بناتا ہے اور نہ پوچھ کر وہ فنا کرتا ہے۔ اپنی قدرت آپ ہی جانے۔ آپ ہی کاموں کا کرنے والا ہے سبکو دیکھتا ہے۔ نظر کرتا ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔" (ست بچن صفحہ ۹۱)

تیرا حکم نہ جاپے کیتڑا لکھ نہ جانے کو
جے سو شاعر میلیئے تل نہ پوچا وے ہو

"یعنی تیرے حکم کی تعداد کسی کو معلوم نہیں اگر سو شاعر جمع کریں تو ایک تل بھر بھی پورا نہ کرسکیں۔"

"پھر باوا صاحب اسی شبد کے آخر میں کہتے ہیں:۔

قیمت کنے نہ پایا سب سن سن آکھن سو

"یعنی خدا کی اصل حقیقت کا اندازہ کسی کو معلوم نہیں۔ صرف سماعی باتوں پر مدار رہا۔ مطلب یہ ہے کہ ایمان کے طور پر خدا کو مانا گیا۔ مگر اصل کنہ اُسکی کسی کو معلوم نہ ہوئی۔" (ست بچن صفحہ ۹۷)

حضرت باوا نانک صاحب کے قول کے مطابق خدا تعالیٰ کو کیسے راضی کیا جا سکتا ہے اس کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:۔

"ایک اور شعر باوا صاحب کا یہ ہے

سُن من کھور [illegible] باور [illegible] گور کے چرنی لاگ
ہر جپ نام دھائیے توں جم ڈرپے دکھ بھاگ

یعنی اسے نادان دل! مرشد کے قدم پر لگ جا۔ اللہ کے نام کا وظیفہ کر۔ ملک الموت ڈر کر بھاگ جائیگا۔ اور دُکھ بھاگ جائیگا۔"

(ست بچن صفحہ ۹۱)

پھر باوا صاحب فرماتے ہیں"

اک تل پیارا وسرے روگ وڈا من ماہیں
کیوں درگہ پت پایئے جاں ہر نہ وسے من ماہیں

یعنی اگر ایک ذرہ محبوب فراموش ہو جائے تو میرا دل بہت بیمار ہو جاتا ہے اور اس درگاہ میں کیونکر عزت ملے اگر اللہ تعالیٰ دل میں آباد نہ ہو۔

(ست بچن صفحہ ۹۴)

[illegible]

دنج کر دو کار لو دکھرے ہوئے سمال
تیسی دست دساہے جیسے نبھے نال
آگے ساہ سوجان ہے لیسی دست سمال

*

جنداں رات نہ بیچ ہے کیوں تہاں سکھ ہو
کھوٹے دنج دنجئے من تن کھوٹا ہو

"یعنی اے بیوپاری اسباب کو سنبھالو ایسی چیز لو جو ہمراہ جائے۔ آگے مالک علیم و خبیر ہے وہ دیکھ بھال کر اسباب لے گا۔ جنکی متاع کھوٹی ہے ان کو آرام کیونکر ملے گا۔ کھوٹے بیوپار سے دل اور جسم کھوٹا ہو گا"

(ست بچن صفحہ ۹۵)

حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اسی ضمن میں حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کے ایک اور شعر کی تشریح کرتے ہوئے فرماتے ہیں کہ

" باوا نانک کا ایک یہ شعر بھی ہے تیاگی من کی متڑی وساری دوجی بھاؤ جی او اینو پاوے ہر درسن درسنا سگے تتی واد جیو یعنی دل کی خواہش کو ترک کر دیوے دوسرا خیال چھوڑ دیوے۔ اس طرح خدا کا دیدار پاوے تو اس کو گرم ہوا نہ لگے۔

(ست بچن صفحہ ۱۰۱)

ایک کشفی ملاقات

اس موقعہ پر یہ امر ذہن نشین رکھنا ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے حضرت بابا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے متعلق اپنی تحریرات میں جن امور کا ذکر فرمایا ہے وہ صرف سنی سنائی یا من گھڑت باتوں پر مبنی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے علم حاصل کر کے ان کا ذکر فرمایا ہے چنانچہ حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کے متعلق اپنی ایک کشفی ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں:-

"یہ مجھے یاد رہے کہ میں نے دو مرتبہ باوا نانک صاحب کو کشفی حالت میں دیکھا ہے۔ اور ان کو اس بات کا [illegible] پایا ہے کہ [illegible] ان [illegible] کشفی [illegible] حاصل کی ہے۔ مقبولیان [illegible] مجموعہ [illegible]

کام ہے۔ میں وہی کہتا ہوں کہ جو میں نے دیکھا ہے۔ اسی وجہ سے میں باوا نانک صاحب کو عزت کی نظر سے دیکھتا ہوں۔ کیونکہ مجھے معلوم ہے کہ وہ اسی چشمہ سے پانی پیتے تھے جس سے ہم پیتے ہیں اور خدا تعالیٰ جانتا ہے کہ میں [illegible] نہیں کی گئی ہے۔

(تذکرہ صفحہ ۱۲ طبع ثانی)

پھر ایک جگہ حضور فرماتے ہیں:-

"تیس برس کا عرصہ ہوا کہ مجھے صاف صاف مکاشفات کے ذریعہ سے ان کے (حضرت باوا نانک صاحب رحمۃ اللہ علیہ - ناقل) حالات دریافت ہوئے تھے۔ اگر میں جزماً کہوں تو شاید غلطی ہو مگر میں نے اس زمانہ میں ایک دفعہ عالم کشف میں ان سے ملاقات کی۔ یا کوئی ایسی صورتیں تھیں جو ملاقات سے مشابہ تھیں۔ چونکہ زمانہ بہت گزر چکا ہے اسلئے اصل صورت اس کشف کی بیرے ذہن سے فرد ہو گئی ہے"

(تذکرہ صفحہ ۶ طبع ثانی)

باباجی صاحب اعجاز و کرامات تھے

(ماخوذ از بابا الحقائق)

اس بات کو ثابت کرنے کے لئے کافی ہیں کہ حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ ایک خدا رسیدہ بزرگ اور اللہ تعالیٰ کے مکالمہ و مخاطبہ سے مشرف انسان تھے۔ اور اس کے پیشِ نظر بھی یہ تسلیم کرنے میں بھی کوئی پس و پیش نہیں کرنا چاہیئے کہ ان سے اپنے وقت میں اعجاز و کرامات بھی ظاہر ہوئیں۔ چنانچہ حضرت اقدس علیہ السلام اس کا ذکر کرتے ہوئے تحریر فرماتے ہیں کہ

"یہ بات بھی اللہ جل شانہٗ کی عادت میں داخل ہے کہ جب ایک انسان اپنے دل سے اپنی جان سے اپنے تمام وجود سے اسکی طرف جھک جاتا ہے اور اپنی زندگی کا مقصد اسی کو ٹھہراتا ہے اور غیر سے قطع تعلق کرتا اور اس کی محبت سے بھر جاتا ہے تو پھر قادر کریم و رحیم خدا ایک خاص طور سے اس سے تعلق پکڑتا ہے اور ایک ایسے نئے رنگ میں اس پر بھی ظاہر ہو جاتا ہے جس سے دنیا [illegible] ہو جاتی ہے۔ سو جو کچھ اس کے کامل اخلاص اور کامل صدق [illegible] آتش میں غیرت الٰہی وقتاً فوقتاً اس کی عزت ظاہر کرتی ہے۔ مثلاً مشکلات کے وقت میں اس کی دستگیری فرماتی ہے۔ اور نا قدر شناسوں پر اس کی قدر و منزلت کھول دیتی ہے اور اس کے دوستوں پر فضل اور احسان کا پرتوہ ڈالتی ہے اور [illegible] قہر کے ساتھ پکڑتی ہے۔ اور اس کو معارف اور حقائق سے حصہ بخشتی ہے۔ اور اس کی قبولیت کو دنیا میں پھیلا دیتی ہے۔ اور اس کے ہر قول اور فعل میں برکت رکھ دیتی ہے۔ اور اس کے ہر بوجھ کی آپ متکفل ہو جاتی ہے۔ اور عجیب طور پر اس کی تمام حاجتوں کو پورا کر دیتی ہے۔ تو ان تمام صورتوں کا نام کرامت ہے۔ اور جب انسان خدا کا ہو جاتا ہے تو خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ اور جب خدا اس کا ہو جاتا ہے۔ لوگوں کو جو اس کے نیک بندے ہیں اس کی طرف رجوع دیتا ہے۔ اور یہ تمام عنایات ربانیہ اس بندہ کی کرامات میں داخل ہو جاتی ہیں۔ سو چونکہ باوا صاحب درحقیقت خدا تعالیٰ کے مخلص بندوں میں سے تھے اور اپنی زندگی میں ایک کھلی کھلی تبدیلی کر کے اللہ جل شانہٗ کی طرف جھک گئے تھے۔ اس لئے عنایات ربانیہ نے وہ کرامات بھی ان کی ظاہر کیں۔ جو خدا تعالیٰ کے مقبول بندوں میں ہوا کرتی ہیں۔

(ست بچن صفحہ ۱۲۷)

مندرجہ بالا الفاظ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کی سیرت کو ایسے جامع الفاظ میں رقم فرمایا ہے جو دریا کو کوزے میں بند کر دینے کے مترادف ہیں اور شاید آپکے ہلالے مورخین کو اس سے بڑھ کر الفاظ نہ مل سکیں۔ جو حضرت بابا نانک علیہ الرحمۃ کی تعریف اور آپ کی پاکیزہ سیرت حسن سے متعلق کہے گئے ہوں۔

احمدیہ مسلم کیلنڈر ۱۳۴۹ ہجری شمسی

بمطابق ۱۹۷۰ عیسوی

احباب اور جماعتوں کی آگاہی کیلئے اعلان کیا جاتا ہے کہ نظارت دعوت و تبلیغ کی طرف سال آئندہ ۱۳۴۹ ہجری شمسی کا کیلنڈر ۳۰ × ۲۰ کے سائز میں عمدہ کاغذ اور تین جاذب نظر رنگوں پر مشتمل جلد شائع کیا جا رہا ہے۔ اس کی قیمت ۰/۶ پیسے علاوہ محصول ڈاک ہے۔ ابھی سے اپنے آرڈر بھجوا کر کیلنڈر ریزرو کرا لیں۔ کیلنڈر مندرجہ ذیل خصوصیات کا حامل ہوگا۔

۱۔ جلی حروف میں آیت قرآنی کیلنڈر کو روشن کر رہی ہو گی۔

۲۔ آیت کے نیچے دنیا کا نقشہ ہوگا۔ جس میں احمدیہ مشنوں و مساجد و سکولز وغیرہ کی نشاندہی ہو گی۔

۳۔ نقشہ کے دائیں طرف منارۃ المسیح دکھایا جائے گا۔

۴۔ کیلنڈر میں سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تحریرات کے اقتباسات ہونگے۔

۵۔ کیلنڈر میں تمام دنیا کے احمدی مشنوں۔ مساجد۔ تراجم قرآن مجید۔ اخبارات کی تفصیلات ہونگی۔

۶۔ کیلنڈر میں تاریخیں انگریزی حروف میں درج کر کے تمام علاقوں کے لئے یکساں فائدہ مند بنایا جائے گا۔

۷۔ سال آئندہ میں جو تعطیلات منعقد ہونگی ان کا بھی ذکر کیا جائے گا۔

۸۔ کیلنڈر کے اوپر نیچے مضبوط ٹین کی پتریاں لگی ہونگی۔ تاکہ کیلنڈر دیر تک کارآمد رہے

۹۔ کیلنڈر کی قیمت ان سب خصوصیات کے باوجود ۶۰ پیسے رکھی گئی ہے جلسہ سالانہ پر آنے والے احباب اور جماعتیں قادیان پہنچکر کیلنڈر حاصل کریں۔ اس طرح اخراجات ڈاک کی بچت رہے گی۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

شری گورو نانک جی مہاراج

اور

اللہ تعالیٰ کی محبت و ذکر الٰہی

از مکرم گیانی عبد اللطیف صاحب کارکن نظارت امور عامہ قادیان

اس حقیقت سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ شری گورو نانک جی مہاراج سرتا پا اللہ تعالیٰ کی محبت اور ذکر الٰہی میں سرشار تھے آپ نے جو سرور، اطمینانِ قلب اور ذہنی تسکین محبتِ الٰہی میں اور ذکر اللہ میں پائی وہ آپ کو دنیا کی لذتوں اور اس کی رنگا رنگ کی عشرتوں میں نظر نہ آ سکی آپ نے محبت الٰہی کے حصول کے لئے تن من دھن، عزت، راحت اور ہر قسم کی آسائشوں کو قربان کر دیا اور ذکر الٰہی کے ذریعہ آپ نے ایک ایسی زندگی کو حاصل کیا جسے ابدی زندگی کے نام سے موسوم کیا جاتا ہے آپ کی محبت الٰہی اور ذکر اللہ میں محویت کا یہ عالم تھا کہ آپ کے والد بزرگوار نے جب آپ کو تجارت کے لئے کچھ رقم دی اور آپ کو سفر پر روانہ کیا تو راستے میں آپ کی ملاقات فاقہ کش درویشوں سے ہوئی۔ میرے معشوق حقیقی کے بندے ہو کر بھوکے کیسے؟ کہیں ایسا نہ ہو کہ میرا مولا مجھ سے یہ سوال کر بیٹھے کہ اے نانک تجھے میرے کچھ بھوکے بندے ملے تھے؟ تو کیا اس محبت کا تقاضا نہ تھا جو میرے لئے تیرے دل میں موجود ہے کہ تو میرے ان بھوکے انسانوں کی بھوک کو دور کرنے کی خاطر دنیاوی تجارتوں کی قربانی بھی میرے حضور پیش کرتا۔ ان تصورات اور خیالات کا ہی نتیجہ تھا جو "سچے سودے" کے نام سے ظاہر ہوا۔ اور شری گورو نانک جی اس رقم کے ذریعہ ... کی بھوک یعنی فاقہ کش مخلوق کی ... کا انتظام کر کے اور محبت الٰہی کی حقیقی دولت سے اپنے دل کو مالا مال کر کے واپس گھر لوٹ آئے جب آپ کے والد میاں کالو نے آپ پر اس وجہ سے کہ آپ نے دی گئی رقم کو کیوں فائدہ بخش تجارت پر نہ لگایا غصہ کا اظہار کیا تو تلونڈی کے نواب رائے بلار نے میاں کالو کو مخاطب کرتے ہوئے کہا کہ:-

"جب تک نانک بچہ ہے تب تک نانک کی خدمت ہم کریں گے ...... اور اس کا خرچ بھی ہم سے لیا کرو جتنا روپیہ تیرے گھر کا نانک نے ضائع کیا ہے سو حساب کر کے مجھ سے لے لو"

(جنم ساکھی بالا صفحہ ۳۷)

ایسے ہی جب آپ کو سلطان پور لودھی میں ملازمت اختیار کرنا پڑی تو دولت خان لودھی نے آپ کو مودی خانہ کا انچارج مقرر کر دیا۔ آپ ایک دفعہ غریبوں میں اناج تقسیم کر رہے تھے تو الٰہی محبت آپ پر اس قدر غالب آ گئی کہ آپ نے تیرا۔ تیرا۔ تیرا۔ تیرا۔ تیرا۔ کہتے کہتے اناج کا سارا اسٹاک ختم کر دیا۔ جس کا مطلب یہ تھا کہ اے پربھو جی! جب یہ نانک بھی تیرا ہے یہ بندے بھی جو بھوک سے تڑپ رہے ہیں تیرے ہیں اور یہ اناج بھی تیرا ہے تو پھر تیرا سے آگے کو گنتی کیسے ہو سکتی ہے۔ سو آپ نے اسی عشق الٰہی کی مستی میں ملازمت کو ترک کر دیا۔ اور اپنی بقیہ زندگی کو تیرا۔ تیرا۔ تیرا کا جاپ کرنے کا واحد مقصد بنا لیا۔

یہیں پر بس نہیں آپ کے جیون کا تو ایک ایک لمحہ الٰہی محبت اور اللہ تعالیٰ کے ذکر سے معمور نظر آتا ہے اور آپ کی زندگی کے ہر ورق پر سنہری حروف سے لکھے ہوئے یہ جلی الفاظ دکھائی دیتے ہیں۔

عشق الٰہی وسے منہ پر ولیاں ایہہ نشانی

(حضرت مسیح موعود علیہ السلام)

آپ کا قلب صافی ہر گھڑی خدا کے عشق کے سمندر میں غوطہ زن رہتا تھا اس محبت میں دنیا کی کوئی بھی رنگینی حائل نہ ہو سکی اور نہ ہی کوئی لالچ اس میں سدِ راہ بن سکا۔ بلکہ آپ نے ہر آن دنیاوی آرام و آسائش پر ذکر اللہ اور محبت الٰہی کو مقدم رکھا۔ آپ کی ... جب بابر بادشاہ سے ہوئی تو بابر آپ کے نورانی چہرہ پر اللہ کے جلال اور اس کے عشق کے آثار دیکھ کر بے تاب ہو گیا اور آپ کی خدمت میں کچھ خدمت کرنے کی التجا کی تو آپ نے فرمایا کہ مجھے جس دولت کی ضرورت تھی وہ تو مل چکی ہے اس دولت کے مقابل پر میں تمام دنیاوی دولتوں کو ہیچ گردانتا ہوں اور فرمایا:-

ایسا دیا پاک خدا ہے
جس کا دیا ہر کوئی کھائے
بندے کی جو لیوے اوٹ
دین دنی میں تا کو ٹوٹ
اک داتا سب جگت بھکاری
تس کو چھاڈ اور کو جائے نس لگی پت ہاری
شاہ پادشاہ سب تس کیتے
تس کے سنگ نہ کوئی رلئے
کہہ نانک سن بابر میر
تجھ تے مانگے سو احمق فقیر

(نانک پرکاش ...)

یعنی اے بابر جی الٰہی محبت کے بغیر تو سراسر ہی خسارہ ہے۔ ہاں اگر اللہ تعالیٰ کی خوشنودی سے بھی بڑھ کر کوئی اور قیمتی خزانہ ہو تب اس کے لئے کوشش کی جا سکتی ہے۔ نہیں تو دنیاوی سلطنتیں اور بادشاہتیں اس کی محبت کے سامنے کیا حقیقت رکھتی ہیں۔ یہ سب کی سب فانی چیزیں ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی سلطنت ہی دائمی ہے۔ اس تعلق میں سیدنا حضرت مرزا غلام احمد جی مہاراج قادیانی نے کیا ہی خوب فرمایا ہے۔

فانیوں کی جاہ و حشمت پہ بلا آوے ہزار
سلطنت تیری ہے جو رہتی ہے دائم برقرار

(درثمین)

اللہ تعالیٰ کا ذکر اور اس کی محبت ہی شری گورو نانک جی مہاراج کی حقیقی غذا تھی۔ اور ان کے مقابل پر دنیاوی عیش و عشرت اور بیش قیمت اسباب زندگی کی آپ کے نزدیک کچھ بھی تو وقعت نہ تھی۔ صرف ذکر اللہ اور محبت الٰہی کی غذا پر ہی آپ کی زندگی کا انحصار تھا۔ اس تعلق میں آپ کے یہ الفاظ اللہ تعالیٰ کے تئیں آپ کی دلی محبت اور عشق حقیقی کی صحیح عکاسی کرتے ہیں:-

ندیاں ہووے دھینو
سُم ہووے دودھ گھیو
سگلی دھرتی سکر ہووے
خوشی کرے نت جیو
پربت سونا روپا ہووے
ہیرے لال جڑاؤ
بھی تو ہے سلاہنا
آکھن ہے نہ چاؤ

(وار ماجھ محلہ ۱)

یعنی اگر تمام ندیاں گائیوں کی شکل اختیار کر لیں اور سب سمندر گھی اور دودھ کی شکل میں بدل جاویں۔ تمام زمین شکر بن جاوے اور ایسی نعمتوں کو دیکھ کر دل خوشیوں سے اچھلنے لگے۔ اس کے علاوہ اگر تمام پہاڑ سونے اور چاندی کی شکل اختیار کر لیں اور ان پر ہیرے جواہرات بھی جڑے ہوں پر ... ایسی حالت میں بھی میں تیری ہی حمد و ثنا کرنے کا خواہشمند ہوں اور تیری حمد کے ترانے گاتا رہوں گا کیونکہ نہ تو میں تمکن محسوس کر سکتا ہوں اور نہ ہی میرے ذکر الٰہی کرنے کے شوق اور جذبہ میں یہ اشیاء کی نعمتیں کوئی روک پیدا کر سکتی ہیں۔

ایک دوسرے مقام پر آپ کے یہ الفاظ موجود ہیں:-

کیا کھادے کیا پیدھے ہوئے
جاں من ناہی سچا سوئے
کیا میوہ کیا گھیو گڑ مٹھا
کیا میدہ کیا ماس
کیا کپڑ کیا سیج سکھالی
کیجے بھوگ بلاس
کیا لشکر کیا نیب خواصی
آوے محلی واس
نانک سچے نام وِن
سبھے ٹول وناس

(وار ماجھ محلہ ۱)

یعنی اگر دل ... تا ... کی محبت

اور سینہ ذکر اللہ سے خالی ہے۔
تو صرف کھانے پینے اور عمدہ عمدہ کپڑے پہننے سے شانتی کیسے حاصل ہو سکتی۔ انسان میوہ ۔ گھی ۔ گڑ ۔ میدہ اور گوشت وغیرہ کی عمدہ غذاؤں کے کھانے سے کیسے لطف اندوز ہو سکتا ہے ۔ سونے کے لئے عمدہ سیجوں اور بھوگ کرنے کے لئے خوبصورت عورتوں سے اطمینان کہاں نصیب ہو سکتا ہے ۔ علاوہ ازیں فوجیں ۔ چوبدار اور خدمتگزاری پر مامور نوکر چاکر اور عالیشان اور عمدہ محلات میں رہائش بھی انسانی زندگی میں سکون و اطمینان کیسے پیدا کر سکتی ہیں۔ کیونکہ خدائے قدوس کے نام ۔ اس کی محبت اس کے ذکر کے بغیر تو تمام چیزیں اور نعمار فانی ہیں اور یہ بات ان کو کچھ بھی فائدہ نہیں پہنچا سکتیں ۔

یہی وجہ تھی کہ شری گورو نانک جی مہاراج کو یاد الہٰی اور اس کی محبت کی سوزش سے تہی دامن انسان دنیا کی خیالی سیشوں میں مبتلا ہو کر دکھوں کی بھٹیوں میں جلتے نظر آ رہے تھے آپ کا فرمان ہے :۔

نانک دکھیا سب سنسار
سُکھی سوئی جن نام آدھار
(شری گورو گرنتھ صاحب)

حقیقی سکھ اور اطمینان قلب تو صرف اللہ کی محبت اور اس کے ذکر کے ذریعہ ہی حاصل کیا جا سکتا ہے ۔ قرآن حکیم نے اس حقیقت کو یوں آشکار کیا ہے :۔

اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ ۔

قلوب کے اطمینان کا حقیقی ذریعہ تو ذکر الہٰی ہی ہے ۔
وہ لوگ جن کے دل ذکر الہٰی سے خالی اور محبت الہٰی سے ناآشنا ہیں ان کے متعلق شری گورو نانک جی مہاراج فرماتے ہیں :۔

پڑہ جگ ہیں ل بھرے
جن مکھ نام نہ ہوئے
بھگتی بھائے نہ ہو نبا
مُنہ کالا ہت کہوئے
جنی نام بسار یا
اوگن مُٹھی روئے
(سری راگ محلہ ۱)

جو لوگ اپنے خالق حقیقی کا ذکر نہیں کرتے سمجھو کہ وہ چاروں زمانوں میں گندگی سے بھرے ہوئے ہیں اور جو محبت الہٰی سے آج غفلت برت رہے ہیں ان کے منہ کالے کئے جائیں گے اور ان کی تمام خوبیاں خاکستر ہو کر رہ جائیں گی ۔

جنہوں نے خدائے واحد کی یاد کو بھلا دیا ہے ان پر برائیوں نے غلبہ پا لیا ہے اور وہ گناہوں اور برائیوں کے غلبہ کے باعث روتے پھر رہے ہیں ۔ ان کے برعکس دنیا میں وہ پاک باز انسان بھی ہیں جن کے دل خدا تعالیٰ کی حقیقی محبت سے معمور ہیں اور جن کے لئے حقیقی سکھ اور شانتی کے دروازے کھولے گئے ہیں ۔ بابا فرید کا کتنا عمدہ کلام ہے :۔

آپ سوارین تمیں ملا
ہیں ملیا سکھ ہوئے
فرید اسیجے تو میرا ہو رہیں
سب جگ تیرا ہوئے

حقیقت یہی ہے کہ شری گورو نانک مہاراج کی پاکیزہ شخصیت دنیا کی سلطنتوں اور دنیا کی فانی عزتوں کے مقابلہ میں خدا تعالیٰ کے حسن اور اس کی محبت کے جلووں کو ہی نگاہ وقعت سے دیکھتی رہی ۔

حضرت مرزا غلام احمد جی مہاراج قادیانی نے خدا تعالیٰ کے حقیقی حسن اور ان جلووں سے جن سے انسانی دل اطمینان اور راحت پاتا ہے کا ذکر ان انمول الفاظ کے ذریعہ فرمایا ہے :۔

اس بہار حسن کا دل میں ہمارے جوش ہے
مت کرو کچھ ذکر ہم سے ترک یا تاتار کا
اس رُخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یار آشنا
مجھ کو کیا ملکوں سے میرا ملک ہے سب سے جدا
مجھ کو کیا تاجوں سے میرا تاج ہے رضوان یار
(از درثمین)

شری گورو نانک جی مہاراج کی ذکر اللہ اور اللہ تعالیٰ کی محبت میں محویت کا تو یہ عالم ہے کہ آپ کو اس کے بغیر ساری کائنات اور گھر بار اجاڑ ہی اجاڑ دکھائی دے رہے ہیں ۔ نام ۔ سمرن اور بھگتی کے بغیر ویران دنیا کے رہائش کے قابل نہیں ہو سکتی ایک جگہ پر آپ فرماتے ہیں :۔

نام بنا سونا گھر بار
(بسنت محلہ ۱)

یعنی نام اور محبت الہٰی کے بغیر گھر بار اجاڑ دکھائی دیتے ہیں اور ان میں رہنے کا کوئی لطف نہیں آتا ۔
ایک دوسرے مقام پر شری گورو گرنتھ صاحب میں یہ شبد موجود ہے

بسنت سوا گھر لو کنہ جنت پر نندی لوبل کنڈ لہ
بسر نت ہر گوپال نانک تے پراتھی ادھیاں آھر منہ
کونک کو کھٹنا سیا چیت نہ آوسی تاد
نانک کوٹی نرک برابرے اڈ سوئی ہفاد
(وار جیتسری)

اگر کوئی فردوس بریں جیسی خوبصورت سرزمین میں بھی رہائش پذیر ہو ...

اور اس نے زمین کے تمام حصوں پر فتح پائی بھی کیوں نہ حاصل کر لی ہو پھر بھی وہ حقیقت میں خدائے توانا کی یاد کے بغیر جنگلات میں ہی بھٹک رہا ہے ۔ کیونکہ جہاں پر ہزاروں قسم کے کھیل تماشوں میں منہمک ہو کر رب العالمین خدا سے غفلت برتی جاتی ہے وہ جگہ تو اصل میں بے شمار دوزخوں کے برابر ہے وہاں انسانی جیون کو سکھ اور شانتی کیسے نصیب ہو سکتی ہے

اسی سلسلہ میں آپ کا ایک اور شبد اس طرح پر مرقوم ہے سہ

جتھے نام جپیئے پربھ پیارے
سو استھان سوئن چوبارے
جتھے نام نہ جپیئے میرے گوبندا
سئی نگر اجاڑی جیو
(سری گورو گرنتھ صاحب)

جہاں پر اللہ تعالیٰ کا ذکر خیر کیا جاتا ہے خواہ وہ ٹوٹی پھوٹی جھونپڑی ہی کیوں نہ ہو وہ جگہ تو سونے کے چوباروں کے مانند ہے لیکن وہ اونچے اونچے محل چوبارے جو خدائے قدوس کے ذکر اور اس کی محبت سے خالی ہیں تو وہ سمجھو اجڑی ہوئی بستیاں ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کی نگاہ میں ان محلوں کی کوئی وقعت نہیں ۔ شری گورو نانک جی مہاراج کے مذکورہ بالا اقوال کے مطابق اگر اس سنسار کو بستیوں، شہروں اور گھر بار کو شانتی کا گہوارہ بنانا ہے تو انہیں محبت الہٰی کی دولت اور ذکر الہٰی کے نور سے معمور کرنا ہوگا ۔ اس ضمن میں

آپ نے بنی نوع انسان کو جو سنہری پیغام دیا اس میں آپ نے اللہ تعالیٰ کو پہچاننے کے لئے معرفت کی آنکھیں پیدا کرنے کی تاکید فرمائی ۔
چنانچہ فرماتے ہیں :۔

جن جیو پنڈ دتا تس چیتے ناہ
مڑھی مسانی موڑے جوگ کاہ
گورو نانک بولے گجلی بان
تم ہو سہجا سکے لیو پچھان
(بسنت محلہ ۱)

یعنی اے انسان جس خدا نے تجھے جسم و روح عطا فرمایا ہے اس کی یاد سے تو تو غافل ہے ۔ اور بیوقوف تو کیوں بیکار میں مقابر وغیرہ پر جا کر معرفت حاصل کرنے کی کوشش میں اپنے عزیز وقت کو برباد کر رہا ہے گورو نانک نے اس حقیقت سے

آشنا کرا رہے ہیں کہ تو معرفت کی آنکھیں پیدا کر کے اپنے خالق کو پہچاننے کی کوشش کر ۔
ایک مقام پر آپ نے فرمایا ہے :۔

منو جے اندھے کوپ کہیا برجھ نہ جا نبی !
من اندھے اودھے کول دِسن کھرے کُروپ
(وار سارنگ محلہ ۱)

یعنی جن کے دل تاریک کوئیں کی مانند ہیں وہ خدا کی معرفت کیسے حاصل کر سکتے ہیں وہ تو آنکھوں کے ہوتے ہوئے بھی اندھے ہیں ۔ اور ان کے قلوب کنول کی طرح الٹے دکھائی دے رہے ہیں وہ بہت ہی بدصورت ہیں اور حسن و احسان کا تو انہیں کوئی علم ہی نہیں کہ وہ کیسی ہوتی ہے ۔ آپ کے اس کتھن کے مطابق خدا کی محبت اور اس کی معرفت کے بغیر انسان اندھا ہے ۔ جس کے باعث وہ طرح طرح کی برائیوں کی دلدل سے نکل نہیں سکتا ۔

ایسے ہی وہ انسان جو خدا کی شناخت نہیں کرتے اور اس کی محبت سے دوری اختیار کر لیتے ہیں وہ زندگی سے بھی ہاتھ دھو بیٹھتے ہیں ۔ اور گورو جی کے فرمان کے مطابق وہ مردوں کے زمرہ میں شامل ہو جاتے ہیں ۔ ان کے مقابل پر جن کے دل اللہ تعالیٰ کی محبت اور اس کے ذکر سے منور ہوتے ہیں وہ حقیقی زندگی کے پانے والے اور ابدی زندگی کے وارث ہو جاتے ہیں ۔
چنانچہ آپ کا فرمان ہے :۔

آکھا جیوا وسرے مر جاؤ
آکھن اوکھا ساچا ناؤ
(آسا محلہ ۱)

یعنی جب تک میں ذکر الہٰی اور اس کی محبت میں مشغول رہتا ہوں اپنے اندر حقیقی زندگی کو محسوس کرتا ہوں اور جب اس کی یاد بھول جاتا ہوں تو مردہ کی طرح ہو جاتا ہوں جس میں زندگی کے آثار ختم ہو جاتے ہیں ۔ یہ بھی درست ہے کہ محبت الہٰی اور ذکر الہٰی جیسی نعمت بڑے بڑے مجاہدات کے بعد ہی انسان کو حاصل ہو سکتی ہے ۔
ایک اور مقام پر آپ فرماتے ہیں :۔

سو جیو یا جس من وسیا سوئے
نانک اور نہ جیوے کوئے
(وار ماجھ محلہ ۱)

یعنی اصل زندگی اس کو حاصل ہوتی ہے ۔ جن کے دل رب العزت کی یاد سے معمور ہوں جبکہ اس کے بغیر ہر انسان حقیقی زندگی سے محروم رہتا ہے ۔
شری گورو نانک جی مہاراج کے نزدیک تو وہ انسان جو محبت الہٰی اور اس کی یاد سے تہی دامن ہے وہ انسان

(باقی صفحہ ۱۹ پر)

کہلانے کا ہی مستحق نہیں بلکہ وہ جانوروں کی مانند ہے۔ آپؒ کا فرمان ہے کہ :۔

چِٹے جن کے کپڑے
میلے چِت کٹھور جیو
تِن مُکھ نام نہ اُپجے
دوجے ویاپے چور جیو
مول نہ بوجھہ اپنا
سے پشوا سے ڈھور جیو
(سوہی محلہ ۱)

یعنی جو انسان کپڑے تو سفید پہنتا ہے لیکن اس کا دِل گندہ اور پتھر کی طرح سخت ہے اور وہ کبھی بھی اپنے معبودِ حقیقی کا ذِکر نہیں کرتا اور شرک وغیرہ میں پھنس کر زندگی گزارتا ہے اور اپنے وجود کو پہچاننے کی کوشش نہیں کرتا کہ خدا نے اُسے کیوں پیدا کیا اور اس کی پیدائش کی اغراض کیا ہیں۔ ایسا انسان جانوروں اور پشوؤں کی طرح ہے ان میں اور انسان میں کچھ بھی فرق نہیں۔

غرضیکہ شری گورو نانک جی مہاراج کی زندگی کا واحد مقصد ہی اللہ تعالیٰ کی محبت اور ذکرِ الٰہی تھا۔ اور یہی پیغام دینے کے لئے آپؒ کا ظہور ہُوا۔ کیونکہ آپؒ کی بعثت کے وقت محبتِ الٰہی اور اللہ تعالیٰ کے ذِکر کی جگہ جھوٹ۔ فریب۔ نفرت۔ تعصب انسانی دِلوں میں گھر کر چکی تھی۔ مذہب اور اس کی قدریں برائے نام رہ گئی تھیں۔ اور جیسے اماوس کی رات میں اندھیرا ہی اندھیرا چھا جاتا ہے اسی طرح انسانی قلوب مکر و فریب کی تاریکیوں میں روپوش ہو چکے تھے۔ آپؒ نے اس مایوس کُن دَور کا نقشہ اِن الفاظ میں پیش فرمایا ہے ؎

کل کاتی راجے قصائی دھرم پنکھ کر اُڈریا
کوڑ اماوس سچ چندرما دیسے ناہیں کہہ چڑھیا
ہوءَ بھالن وِگتی ہوئی اَدھیرے راہ نہ کوئی

یعنے ضلالت و گمراہی کے اِن گھٹا ٹوپ بادلوں کے باعث انسانی دِل حیران و پریشان تھے۔ اور اُن کو صراطِ مستقیم نہ مل رہا تھا۔ ایسی صورت میں شری گورو نانک جی ظہور پذیر ہوئے۔ آپؒ نے خود کو اللہ تعالیٰ کی محبت میں محو کر کے ذِکرِ الٰہی کی شمع کو فروزاں کیا اور خدا تعالیٰ کی محبت کے زندگی بخش نور سے دُور افتادہ اور اس کے ذِکر سے بے بہرہ دلوں کو دوبارہ جِلا بخشی یہ آپؒ کے زندگی بخش پیغام کا ہی نتیجہ ہے کہ آج پنجاب کی سرزمین

جو بولے سو نہال
ست سری اکال !!

کے فلک شگاف نعروں سے گونج رہی ہے۔

یعنی حقیقی مسرت اور شانتی تو صرف اسی انسان کو میسّر آ سکتی ہے جو خدا کی یاد سے اپنے دِل کو تر و تازہ رکھتا اور ذکرِ الٰہی کے نُور سے اپنے آپ کو نیز ماحول کو منور کرنے کی کوشش میں اپنی زندگی کو گذارتا ہے۔

شری گورونانک جی کے دِل میں ذکرِ الٰہی اور اللہ تعالےٰ کی محبت کی ایک ایسی حرارت پیدا ہو چکی تھی جس کا علاج صرف اور صرف اللہ تعالےٰ کی رضا اور اس کی خوشنودی کے راہوں کو طے کرنے سے ہی ممکن ہو سکتا تھا بیان کیا جاتا ہے کہ جب آپ رات دن خدا کی محبت اور ذِکرِ الٰہی میں مگن رہنے لگے تو آپ کو بیمار خیال کر کے آپ کی نبض ایک وید کو دکھائی گئی۔ جس پر آپؒ نے بڑے پیار بھرے الفاظ میں فرمایا :۔

وَید بلایا ویدگی !
پکڑ ڈھنڈھولے بانہہ
بھولا وَید نہ جانئی
کَرک کلیجے ماہ !
(سری گورو گرنتھ صاحب)

یعنی یہ وَید میری اس تکلیف اور دکھ کو کیسے دُور کر سکتا ہے جو خدا کی رضامندی۔ اس کی خوشنودی اور محبت کو حاصل کرنے کے لئے میرے دِل میں پیدا ہو چکی ہے۔ ایسی ہی سوزش و حرارت جو خدا کے حقیقی عاشقوں کے سینوں میں پیدا ہوتی ہے کے متعلق حضرت مسیح موعود علیہ السّلام نے کیا ہی خوب فرمایا ہے ؎

جس سوز میں ہیں اس کے لئے عاشقوں کے دل
ایسا تو ہم نے سوز نہ دیکھا کباب میں

اس حقیقت پر کون پردہ ڈال سکتا ہے کہ شری گورو نانک جی مہاراج نے اسی الٰہی محبت اور ذکرِ الٰہی کی خاطر وہ وہ دُکھ سہے کہ جن کے سرسری جائزہ سے ہی رونگٹے کھڑے ہو جاتے ہیں۔ آپؒ کی زندگی حضرت مرزا غلام احمد جی مہاراج کے ان اشعار سے عین مطابقت رکھتی ہے اور اللہ کے پاک باز عاشقوں کی زندگی کی تصویر ہمیشہ سے ایک جیسی ہی چلی آئی ہے۔ آپ فرماتے ہیں ؎

ہم خاک میں ملے ہیں شاید ملے وہ دِلبر
جیتا ہوں اس ہوس سے میری غذا یہی ہے
مشتِ غبار اپنا تیرے لئے اُڑایا !
جب سے سُنا کہ شرطِ مہر و وفا یہی ہے
کیا زندگی کا ذوق گر وہ نہیں ملا ؟
لعنت ہے ایسے جینے پہ گر اس سے ہیں جدا
اس رخ کو دیکھنا ہی تو ہے اصل مدعا
جنت بھی ہے یہی کہ ملے یارِ آشنا
(از دُرِّثمین)

موجودہ زمانہ کے برگزیدہ اور پاکباز انسان یعنی حضرت مرزا غلام احمد جی مہاراج کے ان اشعار کے مطابق خدا کے برگزیدہ نانکؒ نے بھی ذکر الٰہی اور اللہ تعالیٰ کی محبت کی خاطر اپنے وجود کو مشتِ غبار کی طرح اڑایا۔ اللہ تعالیٰ کی جدائی کو آپؒ نے لعنتوں کا گہوارہ گردانا۔ اور ہر آن اپنے معشوقِ حقیقی کے چہرہ کو دیکھتے رہنا ہی اپنی زندگی کا مقصد بنا لیا۔ اپنے آپ کو اس کی پاک ذات کے ساتھ وابستہ کرنے کو ہی تمام خوشیوں۔ راحتوں اور مسرتوں کا حُصول تصور فرمایا اور اپنی عملی زندگی سے اس بات پر مُہرِ تصدیق ثبت کر دی ؎

مَیں تیرا ہوں اے میرے کرتار پاک
نہیں تیری راہوں میں خوفِ ہلاک
ترے در پہ جاں میری قربان ہے
محبت تیری خود میری جان ہے

آج ہم اسی برگزیدہ انسان کی پانچ صد سالہ برسی منا رہے ہیں جس کا دِل محبتِ الٰہی سے بھرپور تھا۔ جو ذکرِ الٰہی کی شمع کو ہاتھوں میں لے کر عمر بھر دنیا کے ایک کنارے سے دوسرے کنارے تک محض بنی نوع انسان کی بھلائی اور اسکی بہبودی کی خاطر چکر کاٹتا رہا کہ جس طرح بھی ہو سکے خدا کا یہ بھولا بھٹکا انسان پھر خدا کی گود میں آکر ابدی زندگی کا وارث بن جائے۔ وہ نہ کبھی اس مشن میں تھکا اور نہ ماندہ ہُوا جس نے اس دُختر الٰہی عشق کو بڑی ہی بہادری کے ساتھ پایۂ تکمیل تک پہنچا دیا۔ جیسا کہ حضرت مرزا غلام احمد جی مہاراج آپؒ کے ان مجاہدات کا ذِکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں ؎

کبھی شرق میں اور کبھی غرب میں
رہا گھومتا قلق اور کرب میں
پرندے بھی آرام کر لیتے ہیں
مجانین بھی یہ کام کر لیتے ہیں
مگر وہ تو اِک دم نہ کرتا قرار
ادا کر دیا عشق کا کاروبار
(دُرِّ ثمین)

ہمیں چاہیئے کہ شری گورو نانک جی مہاراج کے مشن کے اس حقیقی اور بلند و برتر مقصد کو سمجھ کر اپنے دلوں میں بھی اللہ تعالےٰ کے ذِکر کی شمع کو جلائیں اور اس کی محبت کی حرارت سے جامد و ساکت دِلوں کو گرمائیں اور عشقِ الٰہی کے نُور سے اپنے سینوں کو منوّر کریں۔ تا کائناتِ عالم کا ذرّہ ذرّہ جو دکھوں مصیبتوں اور کشٹوں کی آگ میں جل رہا ہے اُسے رُوح پرور محبت اور عشقِ الٰہی کے ٹھنڈے پانی سے بُجھا سکیں۔ آیئے ہم سب مِل کر اپنے آسمانی آقا کے حضور ارداس کریں :۔

جگت جلند رکھ لے
اپنی کرپا دھار
جت دوارے اُبھرے
تتے لے اُبھار

اَللّٰھُمَّ اٰمین

وَ اٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ؁

REGD. No. P. 67 — ہفت روزہ بدر قادیان حضرت بابا نانکؒ نمبر مورخہ ۲۰/۱۱/۶۹ — PHONE NO. 3۶

The Weekly Badr Qadian

BABA NANAK NUMBER

شری گورو گرنتھ صاحب کے چند زرّیں اقوال

(۱)

داتی صاحب سندیا کیا چلے تس نال
اک جاگندے نہ لہن اکنا ستیاں دے اٹھال

ترجمہ:— تمام نعمتیں اللہ تعالیٰ کی ملکیت ہیں۔ بعض سمجھ دار ہوتے ہوئے بھی اُن سے محرُوم رہتے ہیں۔ اور بعض ایسے بھی ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نیند سے جگا کر وہ نعمتیں عطا فرما دیتا ہے۔

(۲)

جو رت پیوے مانساں تن کیوں نرمل چیت

ترجمہ:— وہ لوگ جو لوگوں کا خون پینے میں مشغول ہیں (یعنی اُن پر اتیاچار کر رہے ہیں یا اُن کی محنتوں کا جائز معاوضہ نہیں دے رہے) اُن کے دِل کیسے پاک ہو سکتے ہیں۔

(۳)

مسلمان کہاون مشکل جا ہوئے تا مسلمان کہاوے
اول اَوّل دین کر مٹھا مسکل مانا مال مسا وے
ہوئے مسلم دین مہانے مرن جیون کا بھرم چکاوے
رب کی رضائے منے سر اُپر کرتا منے آپ گواوے
تو نانک سرب جیا مہرمت ہوئے تا مسلمان کہاوے

ترجمہ:— حقیقی مسلمان بننا بہت ہی مُشکل امر ہے۔ اُسے اوّل تو اولیاء اللہ کے مذہب کو شیریں تصوّر کر کے ماننا پڑے گا اور پھر اپنے مال کو فقیروں کی راہ میں خرچ کرنا پڑے گا۔ اور اپنے مذہب کے لئے آرے کی حیثیت اختیار کرنی پڑے گی۔ موت و حیات کے خیال کو ترک کرنا ہوگا۔ اللہ تعالیٰ کی رضا کے آگے سر تسلیم خم کر کے اپنے آپ کو فنا کا مقام دینا ہوگا۔ شری گورو نانک جی فرماتے ہیں ایسی صورت میں وہ تمام جانداروں کے ساتھ شفقت کا سلوک کر کے حقیقی مسلمان بن سکے گا۔

(۴)

سبھ کو نیویں آپ کو پر کو نیوے نہ کوئے!
دھر ترازو تولیے نیویں سو گورا ہوئے
اپرادھی دونا نیویں جو ہنتا مرگاہ
سیس نوائے کیا تھیئے جا ردے کسُدھے جاہ

ترجمہ:— سارے اپنے آگے ہی جھکتے ہیں۔ دوسروں کے آگے جھکنے کے لئے کوئی بھی تیار نہیں۔ لیکن ترازو میں تولنے سے جو طرف جھک جاتی ہے وہ بوجھل ہوتی ہے۔ ویسے تو ایک گناہ گار دُوسروں سے بھی زیادہ جھکتا ہے جس طرح ہرنوں کا شکاری شکار کرتے وقت جھکتا ہے۔ اگر دِل کا جھکاؤ بدیوں کی طرف ہے تو صرف سر کو جھکانے سے کیا فائدہ پہنچ سکتا ہے؟

(۵)

سو کیوں مندا آکھیے جت جمے را جان

ترجمہ:— اُس عورت کو جس نے راجاؤں کو جنم دیا بُرا تصوّر کس طرح سے کیا جا سکتا ہے۔

(۶)

نانک سب امولوے ہیاؤ نہ کیہی ٹھاہے

ترجمہ:— کسی کے دِل کو دُکھانا خُوبی کی علامت نہیں ہے کیونکہ تمام دِل قیمتی موتیوں کی حیثیت رکھتے ہیں۔

(۷)

سچو اُرے سب کو اوپر سچ آچار

ترجمہ:— تمام ہستیاں حق (خدا) سے کم مرتبہ کی مالک ہیں البتہ اخلاق کا درجہ سچ سے بھی بالا تر ہے (کیونکہ اس کے بغیر اس سچ (خدا) کی معرفت حاصل نہیں ہو سکتی)

(۸)

اُٹھ فریدا اُجو ساج صبح نماز گذار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کپ اُتار
جو سر سائیں نہ نویں سو سر کیجے کائیں
کُنے ہیٹھ جلائیے بالن سندے تھائیں

ترجمہ:— اے فرید! وضو کر کے صبح کی نماز ادا کرو جو پروردگارِ عالم کے آگے سر جھکانے کو تیار نہیں اس کو جسم سے علیحدہ کر دو۔ جو ربّ العالمین کے آگے اپنے سر کو نہیں جھکاتا اس کا کیا فائدہ؟ ہاں اسے آگ میں جلا کر ایندھن کا کام ہی لیا جا سکتا ہے۔

(۹)

تخت راجا سو بہے جے تختے لائق ہوئی جنی سچ پچھانیا سچ راجے سوئی
اِہ بھوپت راجے آکھیئے دوجے بھائے

ترجمہ:— وہی بادشاہ تخت پر بیٹھتا ہے جو تخت کے لائق ہوتا ہے جنہوں نے خدا تعالیٰ کی معرفت کو حاصل کر لیا ہے، حقیقی بادشاہ تو اصل میں وہی ہیں۔ ان کے علاوہ جو اس زمین پر حکمران ہیں وہ بادشاہ کہلانے کے مستحق نہیں ہیں۔

(۱۰)

نانک سے اکھڑیاں بے اَن جنی ڈسندا پریا
لوئن لوئی ڈٹھ پیاس نہ بجھے مو گھنی

ترجمہ:— میں آنکھوں کے ساتھ ساری دُنیا دیکھ چکا ہوں لیکن میرے دِل کی پیاس نہ بجھی۔ اے نانک! وہ آنکھیں تو اور ہی ہیں جن کے ذریعہ میرے ربّ کو دیکھا جا سکتا ہے۔

(۱۱)

تیں صاحب کی بات جے آکھے کہہ نانک کیا دیجے
سیس کاٹ ڈھے کر بیٹھن دیجے ون سر سیو کریجے!

ترجمہ:— اے خدا جو تیرا پیغام ہم تک پہنچائے ہم اس کی کیا خدمت کریں۔ پس ہم سر اُتار کر اس کی نذر کر دیں گے اور باقی دھڑ اس کی خدمت میں لگا دیں گے۔